انوارِ ختمِ نبوّت





ڈاکٹر عبد الشکور ساجد انصاری

مرکزی میلاد کمیٹی فیصل آباد

انوارِ ختمِ نبوّت





تحریر

ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری

قومی سیرت ایوارڈ یافتہ

مرکزی میلاد کمیٹی فیصل آباد

کتاب	: انوارِ ختمِ نبوت
تعداد	: 1200
مصنف	: ڈاکٹر عبد الشکور ساجد انصاری
نظرِ ثانی	: پروفیسر عطاء المصطفیٰ طاہر
تاریخ اشاعت	: شعبان المعظم 1428ھ / ستمبر 2007ء
کمپوزنگ / سرورق	: محمد حنیف انصاری 0300-7660281
ناشر	: مرکزی میلاد کمیٹی فیصل آباد
قیمت	: برائے ایصالِ ثواب امتِ مسلمہ

زیرِ اہتمام

مرکزی میلاد کمیٹی فیصل آباد

دفتر: مدنی اسٹیٹ ایڈوائزرز
چوک گھنٹہ گھر۔ فیصل آباد
فون نمبر: 0300-7624090

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم صل علیٰ محمد النبی الامی وعلیٰ الہ وسلم تسلیما

اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کل کائنات کی خالق و مالک ہے۔ وہ سب کا رازق اور پروردگار ہے۔ وہ سب سے بڑھ کر حسین وجمیل ہے۔ ہر چیز کا دانا، ہر چیز سے باخبر، ازل سے موجود ہے اور ابد کے بعد بھی صرف اسی کی بادشاہی ہے۔ اس نے اپنی رحمت، شفقت، مودت اور کرم کے اظہار کیلئے اس کائنات رنگ وبو کو تخلیق کیا۔ اسے بحر وبر سے سجایا، سرسبز وشاداب اور برف پوش پہاڑوں سے آراستہ کیا۔ رنگارنگ نظاروں اور معطر ومعنبر پھولوں سے سجایا۔ وادیوں، کوہساروں، صحراؤں اور سبزہ زاروں سے رونق بخشی اور حضرت انسان کو اشرف المخلوقات کے لقب سے سرفراز فرما کر اور اپنا نائب بنا کر اس زمین پر فائز کیا۔ اسے عقل وشعور کی دولت سے سرفراز کیا۔ ظاہری آنکھ کے ساتھ ساتھ معرفت کی آنکھ عطا کی تاکہ وہ حق و باطل، کفر وشرک، نور وظلمت میں امتیاز کر سکے۔ نہ صرف عقل وشعور اور علم وعرفان کے اوصاف عطا کئے بلکہ اتمام حجت کے طور پر وحی کے انوار سے روشنی کی سمت عطا کی۔ اس مقصد کیلئے اپنے منتخب کردہ برگزیدہ، محبوب اور خاص الخاص بندوں کو نبوت کا تاج بے مثال پہنا کر بھیجا۔ سب انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے تفویض کردہ مشن یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار اور اس کی معرفت کے حصول کیلئے سرگرم عمل رہے اور اپنا کام احسن ترین انداز میں مکمل کیا۔ یہ سب انبیاء اور رسل بلاشک وشبہ نہایت اعلیٰ اوصاف اور کمالات کے حامل تھے۔ لیکن ان سب میں سے ہمارے پیارے نبی سیدنا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سب سے بلند، سب سے جدا

اور سب سے برتر و بالا مقام عطا فرمایا۔ وہ اگرچہ تخلیق میں اوّل اور تکوین کون ومکاں کا باعث تھے لیکن ان کو سب انبیاء کے بعد مبعوث فرمایا اور ان گنت خوبیاں، بے شمار کمالات، ہزار ہا معجزات اور حسن وجمال کا خزینہ عطا فرمایا۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو باقی انبیاء اور رُسل پر ہر طرح سے فضیلت حاصل ہے۔ جن میں سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ پیارے نبی کریم ﷺ سے پہلے جتنے بھی نبی مبعوث ہوئے وہ ایک قوم، ایک قبیلے، ایک علاقے یا بستی میں تشریف لائے اور تمام عمر وہیں مصروف تبلیغ وارشاد رہے لیکن ہمارے آقا ومولا ﷺ کل جہانوں کیلئے اور سب مخلوقات کی جانب اَبدالآباد تک کیلئے نبی بنا کر بھیجے گئے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔

☆ مجھے چھ وجہ سے باقی تمام نبیوں پر فضیلت دی گئی ہے۔

(1) مجھے جامع کلمات عطا فرمائے گئے۔

(2) رُعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔

(3) مال غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا۔

(4) ساری دھرتی میرے لئے پاک اور مسجد بنا دی گئی۔

(5) مجھے سب مخلوق کی جانب نبی بنا کر بھیجا گیا۔

(6) مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

اس مشہور حدیث پاک سے یہ بات روز روشن کی طرح پتہ چلی کہ اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت سیدالانبیاء ﷺ کے سراقدس پر ختم نبوت کا تاج سجایا اور نبوت کا سلسلہ آپ کی ذات بابرکات کی آمد کے ساتھ ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا گیا۔ اب قیامت تک ہر قوم، ہر علاقے، ہر گروہ اور ہر زمانے کے لئے آپ سرکار ﷺ ہی نبی ہیں۔

ختم نبوت کا وصف وہ منفرد و بے مثال اعزاز ہے جو صرف اور صرف سیدنا عبداللہ اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہما کے نورِ نظر اور کائنات کے سردار محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کو حاصل ہے۔ نبوت کا وہ سلسلہ جو وحی الٰہی کو بنی نوع بشر تک پیغام حق پہنچانے کا ذریعہ تھا اور تخلیق بشر کے ساتھ شروع ہو گیا تھا، آپ کی آمد سے پایۂ تکمیل تک پہنچ گیا۔ ختم نبوت کے حوالے سے قرآن کریم میں بے شمار آیات موجود ہیں۔ اور بہت سی احادیث میں اس وصف کا بیان موجود ہے اس مسئلہ پر

امت مسلمہ کے جید علماء، محدثین، فقہا اور دانشوروں کا ہمیشہ اجماع رہا ہے۔ ہم اس مضمون میں قرآن وحدیث سے ختم نبوت کے بارے میں دلائل وبراہین درج کریں گے تا کہ سیدالمرسلین امام الانبیاء ﷺ کے وصف ختم نبوت کی مزید وضاحت ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے میں ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس حوالے سے کسی بھی طرح کا تعاون کرنے والے احباب خاص طور پر مرکزی میلاد کمیٹی فیصل آباد کے عہدیداران کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری
A-154 لیاقت ٹاؤن فیصل آباد
0300-9656709

قرآن مجید اور ختم نبوت

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری الہامی کتاب ہے۔ جو نبی آخر الزماں ﷺ پر نازل ہوئی۔ یہ کائنات کے تمام انسانوں کیلئے منبع ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیات میں اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ نبی کریم سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ آخری نبی ہیں۔ ان کا دین مکمل و اکمل ہے۔ ان پر نازل شدہ کتاب ہمیشہ کیلئے ہر قسم کی تبدیلی سے محفوظ و مامون ہے۔ اس حوالے سے چند آیات قرآنی پیش خدمت ہیں۔

مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط

ترجمہ: نہیں ہیں محمد (فداہ روحی) کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ (الاحزاب 40)

صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھا ہے۔

''نبوت آپ پر ختم ہوگئی، آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت کو پہلے پاچکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے۔ آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔ حضور ﷺ آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے۔ نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح ستہ کی بکثرت احادیث جو حد تواتر تک پہنچی ہیں ان سب سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور سب سے آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں۔ جو حضور کے بعد کسی اور کو نبوت کا حقدار جانے وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے''۔

اس آیت کریمہ کے ضمن میں دور حاضر کے عظیم مفسر حضرت پیر محمد کرم شاہؒ لکھتے ہیں۔

''ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کے ان چند بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے، جن پر اُمت کا اجماع رہا ہے۔ اگرچہ بدقسمتی سے امت اسلامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے، باہمی تعصب نے بارہا ملت کے امن وسکون کو درہم برہم کیا اور فتنہ وفساد کے شعلوں نے بڑے المناک حادثات کو جنم دیا لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود سارے فرقے اس پر متفق ہیں کہ حضور ﷺ آخری

نبی ہیں اور حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا چنانچہ گزشتہ تیرہ صدیوں میں جس نے بھی نبی بننے کا دعویٰ کیا اس کو مرتد قرار دے دیا گیا اور اس کے خلاف علم جہاد بلند کر کے اس کی جھوٹی عظمت کو خاک میں ملا دیا گیا۔ مسیلمہ نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت صدیق اکبرؓ نے نتائج کی پرواہ کئے بغیر اس کے خلاف لشکر کشی کی اور تب چین کا سانس لیا جب اس جھوٹے نبی کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ بیشک اس جہاد میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان بھی شہید ہوئے، جن میں سینکڑوں حفاظ قرآن اور جلیل المرتبت صحابہ تھے لیکن حضرت صدیق اکبرؓ نے اتنی قربانی دے کر بھی اس فتنے کو کچلنا ضروری سمجھا۔ آپ نور صداقت سے دیکھ رہے تھے کہ اگر ذرا تساہل برتا تو یہ امت سینکڑوں گروہوں میں نہیں سینکڑوں امتوں میں بٹ جائے گی۔ ہر امت کا اپنا نبی ہوگا اور وہ اسی کی شریعت اور سنت کو اپنائے گی۔ اس طرح اس رحمت للعالمین کے زیر سایہ اسلام کے پلیٹ فارم پر انسانیت کے اتحاد کی ساری امیدیں ختم ہو جائیں گی اور انّی رسول اللہ الیکم جمیعاً کا سہانا منظر کبھی بھی نظر نہیں آئے گا۔ ناظرین کو یہ بات بھی مد نظر رکھنی چاہئے کہ مسیلمہ حضور کی نبوت کا منکر نہیں تھا بلکہ اپنے دعوے نبوت کے ساتھ ساتھ وہ حضور کی رسالت کو بھی تسلیم کرتا تھا چنانچہ حضور خاتم الانبیاء والرسل کی ظاہری زندگی کے آخری ایام میں اس نے جو عریضہ ارسال خدمت کیا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں۔

من مسیلمۃ رسول اللہ الیٰ محمد رسول اللہ کہ خط مسیلمہ کی طرف سے جو اللہ تعالیٰ کا رسول ہے محمد رسول اللہ کی طرف لکھا جا رہا ہے۔

علامہ طبری نے اس امر کی بھی تصریح کی ہے کہ اس کے ہاں جو اذان مروج تھی اس میں اشھدان محمد رسول اللہ بھی کہا جاتا تھا باایں ہمہ حضرت صدیق نے اس کو مرتد اور واجب القتل یقین کر کے اس پر لشکر کشی کی اور اس کو واصل جہنم کر کے آرام کا سانس لیا۔ اسلام کی تیرہ صد سالہ تاریخ میں جب بھی کسی سر پھرے، طالع آزما یا فتنہ پرداز نے اپنے آپ کو نبی کہنے کی جرات کی اس کو قتل کر دیا گیا۔

ختم نبوت کا عقیدہ ان بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جن پر گوناگوں اختلافات کے باوجود تیرہ صدیوں تک امت کا کلی اتفاق اور قطعی اجماع رہا ہے جس طرح ایک مسلمان کیلئے اللہ تعالیٰ کی توحید، قیامت، حضور کی رسالت کسی دلیل کی محتاج نہیں اسی طرح ختم نبوت کا مسئلہ بھی کبھی زیر بحث نہیں آیا اور اس کے ثبوت کے لئے کسی مسلمان کو کسی دلیل یا بحث وتمحیص کی ضرورت

محسوس نہیں ہوئی لیکن مرزا قادیانی نے وہ کام کر دکھایا جس کی جرات آج تک شیطان کو بھی نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس مسئلہ پر شرح و بسط سے لکھا جائے تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی کسی غلط فہمی کے باعث اپنے آقائے کریم سے کٹ کر نہ رہ جائے۔ رہے وہ لوگ جو شکم کو ایمان پر ترجیح دیتے ہیں اور مال و دولت کے حصول کی خاطر اپنا دین بدلنے میں بھی کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے بلکہ اسے کمال ہوشمندی سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کا علاج کسی کے پاس نہیں۔ ہمیں ان کے لئے ملول نہیں ہونا چاہئے، نہ ایسے ابن الوقتوں کی خدا کو ضرورت ہے اور نہ اس کے رسول ﷺ کو۔

ہمارا دعویٰ بلکہ ہمارا غیر متزلزل عقیدہ اور ایمان یہ ہے:

''حضور سرور عالم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔ حضور کی تشریف آوری کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔ اور جو شخص اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور جو بدبخت اس کے اس دعوے کو سچا تسلیم کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے اور اسی سزا کا مستحق ہے جو اسلام نے مرتد کے لئے مقرر فرمائی ہے''۔

ما کان محمد ابا احد من رجا لکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبین و کان اللہ بکل شئی علیما

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کا اسم گرامی لے کر فرمایا ہے کہ محمد (فداہ ابی وامی) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور خاتم النبین ہیں یعنی انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔ جب مولا کریم جو بکل شئی علیم ہے نے یہ فرمایا کہ محمد مصطفیٰ نبیوں کو ختم کرنے والے آخری نبی ہیں تو حضور کے بعد جس نے کسی کو نبی مانا اس نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تکذیب کی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے کسی ارشاد کو جھٹلاتا ہے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا''۔

جب حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت جملہ اقوام عالم کے لئے اور قیامت تک کے لئے ہے، جب حضور پر نازل شدہ کتاب بغیر کسی ادنیٰ تحریف کے جوں کی توں ہمارے پاس موجود ہے جب سرور عالم ﷺ کی سنت مبارکہ اپنی ساری تفصیلات کے ساتھ اس کتاب کی تشریح و توضیح کر رہی ہے، جبکہ شریعت اسلامیہ روز اول کی طرح آج بھی انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں ہماری راہنمائی کر رہی ہے، جب قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ آج بھی اعلان کر رہی ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط

(المائدہ: 2) تو پھر کسی اور نبی کی بعثت کا کیا فائدہ ہے اور اس سے کس مقصد کی تکمیل مطلوب ہے، آفتاب محمدی طلوع ہو چکا۔ عالم کا گوشہ گوشہ اس کی کرنوں سے روشن ہو رہا ہے، تو پھر دن کے اُجالے میں کسی چراغ کو روشن کرنا قطعاً قرین دانشمندی نہیں ہے۔ (ضیاء القرآن جلد 4)

اس آیت کریمہ کے حوالے سے حکیم الامت مفتی احمد یار خانؒ نے لکھا ہے "خاتم النبین کے معنی آخری نبی خود حضور ﷺ نے فرمائے اور اس پر امت کا اجماع رہا۔

نیز نبی ﷺ کی سارے صفات کو ماننا ایمان کے لئے ضروری ہے جیسے کہ حضور (ﷺ) نبی ہیں، رسول ہیں، شفیع المذنبین ہیں اور رحمت اللعالمین ہیں۔ ایسے ہی آپ خاتم النبین یعنی آخری نبی ہیں۔ جیسے حضور ﷺ کی نبوت کا ماننا ضروری ہے اور نبوت کے وہی معنی ہیں جو مسلمان مانتے ہیں۔ ایسے ہی آپ کو خاتم النبین اسی معنی سے ماننا ضروری ہے جو مسلمانوں کا عقیدہ ہے نیز جیسے لاالہ الااللہ نکرہ ہے نفی کے بعد تو معنی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی طرح کا کوئی معبود نہیں نہ اصلی نہ ظلی نہ بروزی۔ ایسے ہی لا نبی بعدی میں بھی نکرہ نفی کے بعد ہے جس کے معنی ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کسی طرح کا نبی، اصلی، ظلی، بروزی وغیرہ آنا ایسا ہی ممکن ہے جیسا دوسرا اللہ ہونا، جو کوئی حضور ﷺ کے بعد نبوت کا امکان بھی مانے تو بھی کافر ہے"۔ (بحوالہ تحفظ ختم نبوت از محمد احمد حسن قادری)۔

☆ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط

ترجمہ: ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر پسند کر لیا''۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو دین کے طور پر پسند کرنے اور اس کی تکمیل کا اعلان کر کے یہ بات اچھی طرح واضح کر دی کہ سلسلہ رشد و ہدایت اپنے عروج پر پہنچ کر مکمل ہو گیا اور دین اسلام کامل و اکمل صورت میں وجود میں آ چکا ہے۔ اس کے بعد نہ تو کسی شریعت کی ضرورت ہے اور نہ کسی نبی کے آنے کی ضرورت ہے۔

☆ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ط (آل عمران: 3)

ترجمہ: اے حبیب! اسی نے یہ کتاب آپ پر حق کے ساتھ نازل فرمائی ہے ان سب کتابوں کی تصدیق کرنے والی جو اس سے پہلے اتری ہیں۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو نبی آخرالزماں ﷺ پر نازل ہوئی۔ یہ اپنے سے قبل آنے والی الہامی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اگر مقصود ہوتا کہ بعد میں بھی کوئی الہامی کتاب اتارنی ہے تو وہ فرماتا کہ یہ کتاب اپنے سے بعد میں آنے والی کتابوں کی بھی تصدیق کرتی ہے۔ پس پتہ چلا کہ قرآن پاک آخری الہامی کتاب ہے اور صاحب قرآن ﷺ آخری نبی ہیں۔

☆ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ط (النحل:89)

ترجمہ: ''اور یہ وہ دن ہوگا جب ہم اُمت میں انہی میں سے خود ان پر ایک گواہ اٹھائیں گے اور اے (حبیب مکرم) ہم آپ کو ان سب (امتوں اور نبیوں) پر گواہ بنا کر لائیں گے''۔

یہ آیت بھی اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔ اس لئے آپ کا یہ وصف ہے کہ آپ اپنے سے پہلے آنے والے تمام انبیاء کی گواہی دیں گے''۔

☆ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ط (الحجر:9)

ترجمہ: ''بے شک یہ ذکر عظیم (قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

قرآن مجید سے قبل جتنی بھی آسمانی کتب نازل ہوئیں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں تحریف کر دی گئی لیکن قرآن مجید رد و بدل سے ہمیشہ کیلئے محفوظ ہے کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود خالق کائنات نے لے رکھا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ یہ آخری اور مکمل کتاب ہے۔ اس کے بعد نہ کوئی نبی آنے والا ہے نہ کوئی اور کتاب۔

احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ختم نبوت

قرآن مجید کے ساتھ ساتھ خود نبی کریم ﷺ کی بے شمار احادیث موجود ہیں جن میں ختم نبوت کے حوالے سے آپ ﷺ کے فرمودات موجود ہیں۔ ان کا مطالعہ جہاں عاشقان مصطفیٰ ﷺ کے لئے موجب تقویت ایمان ہے وہاں راہ سے بھٹکے ہوئے لوگوں کے لئے غور و فکر کی دعوت ہیں۔ عقل سلیم رکھنے والا کوئی بھی فرد ان کا مطالعہ کرے تو یقیناً ختم نبوت پر غیر متزلزل ایمان لائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہاں ہم چند منتخب احادیث پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے بہت حسین و جمیل ایک گھر بنایا مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس گھر کے گرد گھومنے لگے اور تعجب سے کہنے لگے اس نے یہ اینٹ کیوں نہ رکھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا! میں (قصر نبوت کی) وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں''۔ (صحیح البخاری، صحیح مسلم)

☆ حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بے شک اللہ نے میرے لئے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا۔ (الی قولہ) عنقریب میری اُمت میں تیس کذاب ہوں گے، ان میں سے ہر ایک کا زعم ہوگا کہ وہ نبی ہے اور میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے''۔ (سنن ابوداؤد، صحیح مسلم)

☆ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثل اس شخص کی طرح ہے جس نے گھر بنا کر مکمل کیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، پس میں آیا اور میں نے اس اینٹ کو رکھ کر اس گھر کو مکمل کر دیا''۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مجھے چھ وجوہ سے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔ (1) مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے ہیں۔ (2) اور رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔ (3) اور میرے لئے غنیموں کو حلال کر دیا گیا ہے۔ (4) اور تمام روئے زمین کو

میرے لئے آلہ طہارت اور نماز کی جگہ بنا دیا گیا ہے۔ (5) اور مجھے تمام مخلوق کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا گیا ہے۔ (6) اور مجھ پر نبیوں کو ختم کیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم رقم۔ سنن الترمذی)

☆ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا "تم میرے لئے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰؑ کے لئے ہارون تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بنی اسرائیل کا ملکی انتظام ان کے انبیاء کرتے تھے، جب بھی کوئی نبی فوت ہو جاتا تو اس کا قائم مقام دوسرا نبی ہو جاتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میرے بعد بہ کثرت خلفاء ہوں گے"۔ (صحیح البخاری صحیح مسلم رقم)

☆ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے پس میرے بعد کوئی نبی ہوگا نہ رسول ہوگا"۔ (سنن الترمذی)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم آخر ہیں اور قیامت کے دن سابق ہوں گے"۔ (صحیح البخاری۔ صحیح مسلم)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں "میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے (یعنی آخر مساجد الانبیاء ہے)"۔ (صحیح مسلم)

☆ قتادہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "میں پیدائش میں سب سے پہلا ہوں اور بعثت میں سب سے آخر ہوں"۔ (کنز العمال)

☆ حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بے شک میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین تھا اور بے شک (اس وقت) آدم ابھی مٹی میں گندھے ہوئے تھے"۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ ایک طویل حدیث کے آخر میں بیان کرتے ہیں لوگ (سیدنا) محمد ﷺ کے پاس آکر کہیں گے یا محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں، اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے بہ ظاہر خلاف اولیٰ سب کاموں کی مغفرت کر دی ہے، آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے۔ (صحیح الحدیث رقم)

☆ حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں تمام رسولوں کا قائد

ہوں اور فخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور فخر نہیں"۔ (سنن الدارمی رقم)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے گویا ہمیں رخصت فرما رہے ہوں پھر تین بار فرمایا! میں محمد امی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"۔ (مسند احمد)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ حدیث معراج میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کے سامنے فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنایا اور تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنایا، مجھ پر قرآن مجید نازل کیا، جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری اُمت کو خیر اُمت بنایا جو لوگوں کے نفع کے لئے بنائی گئی ہے اور میری اُمت کو معتدل اُمت بنایا اور میری اُمت کو اوّل اور آخر بنایا اور اس نے میرا سینہ کھول دیا میرا بوجھ اتار دیا اور میرے لئے میرا ذکر بلند کیا اور مجھ کو افتتاح کرنے والا اور (نبیوں کو) ختم کرنے والا بنایا۔ (مسند البزار مجمع الزوائد)

☆ حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ بیت المقدس پہنچے، آپ نے اپنی سواری کو ایک بڑے پتھر کے ساتھ باندھا پھر آپ نے مسجد میں داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی، نماز کے بعد نبیوں نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔

☆ حضرت علیؓ، نبی اکرم ﷺ کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "آپ ﷺ کے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے۔ (سنن الترمذی)

تاریخ اسلام اور جھوٹے نبیوں کا عبرتناک انجام

نبیٔ پاک صاحب لولاک ﷺ کی حیات مبارکہ اور خلافت راشدہ کے ابتدائی ایام میں جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنے نے سر اُٹھایا۔ خود نبی کریم ﷺ نے ختم نبوت کے عقیدہ کی اہمیت اور بعد میں اُٹھنے والے فتنوں کی بروقت اور مکمل سرکوبی کا درس دینے کی خاطر جھوٹے نبیوں کو عبرتناک انجام سے دوچار کیا۔

یمن میں ایک بدبخت شخص اسود عنسی ملعون نے حضور اکرم ﷺ کے وصال سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا۔ حضور پاک ﷺ کے دو صحابیوں سیدنا قیس بن مکشوح المرادی اور فیروز دیلمی رضی اللہ عنہما نے یمن میں اس کے گھر میں داخل ہو کر اسے قتل کر دیا۔ جس رات وہ جہنم پہنچا اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ کو اس کی موت سے آگاہ کر دیا۔ آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ آج عنسی کو قتل کر دیا گیا ہے اور ایک بابرکت آدمی نے اسے قتل کیا ہے جو خود بھی ایک بابرکت خاندان سے تعلق رکھتا۔ صحابہ نے پوچھا کہ اس کے قاتل کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا! فیروز دیلمی۔ سیدنا فیروز دیلمیؓ کے مدینہ منورہ آنے سے قبل ہی نبی کریم ﷺ اس دنیا سے پردہ فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اس واقعہ کی اطلاع دے کر اس کی اہمیت اُجاگر کر دی کہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ کتنا ناپاک قدم ہے اور اس کی سزا بہر حال موت ہی ہے۔

تاریخ اسلام کے ابتدائی ایام میں نبوت کے ایک جھوٹے دعوے دار بدبخت مسیلمہ کذاب نے بھی شان مصطفیٰ ﷺ میں نقب زنی کرتے ہوئے اپنے آپ کو نبوت میں شریک ٹھہرایا۔ اور یہ دعویٰ کیا کہ وہ بھی آقائے دو عالم سید الانبیاء ﷺ کی طرح نبی ہے۔ ایک اور مرتد نہار الرجال جو نہایت شاطر اور تیز طرار تھا وہ مسیلمہ کے پاس عیش وطرب اور راحت کے سامان دیکھ کر اس کا دست راست بن گیا۔ یہ شخص اس سے پہلے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں رہا اور دینی و شرعی مسائل پر خوب مہارت حاصل کی۔ اسی بنا پر آپ نے اسے اہل یمامہ کی طرف بھیجا تھا تاکہ ان کی دینی تربیت کر سکے۔ لیکن یہ بدبخت صراط مستقیم سے بھٹک گیا۔ مسیلمہ بن حبیب کذاب کا تعلق عرب کے ایک جنگجو قبیلے بنی حنیفہ سے تھا۔ اس کے قبیلے کے لوگ اس کی

چکنی چپڑی باتوں میں آ کر علاقائی و نسلی تعصب کے لبادے میں اسلام کے دشمن بن گئے۔
سیدنا صدیق اکبرؓ کو بار خلافت اٹھاتے ہی جن فتنوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ان میں مسیلمہ کذاب کا فتنہ سب سے اہم تھا۔ اس لئے آپ نے پوری قوت کے ساتھ اس فتنے کو کچل ڈالنے کا فیصلہ کیا۔ اگرچہ منکرین زکوٰۃ کا معاملہ بھی سنجیدہ تھا اس کا تعلق عمل سے تھا جبکہ مسیلمہ کے دعویٰ نبوت سے براہ راست عظمت و شان مصطفیٰ ﷺ زد میں آ رہی تھی۔ سیدنا صدیق اکبرؓ اگر اس وقت اس فتنے کو پوری طاقت سے نہ دباتے تو پھر نبوت کے دعوے دار ہر علاقے اور ہر قبیلے سے نمودار ہو سکتے تھے۔

یمامہ کے علاقے میں مسیلمہ کذاب نے چالیس ہزار مرتدین کا لشکر جمع کر رکھا تھا جو پوری طرح مسلح تھا۔ علاقائی و نسلی تعصب کا زہر ان کی رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے تھے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے عظیم سپہ سالار سیف اللہ خالد بن ولیدؓ کو لشکر جرار کے ساتھ اس کی سرکوبی کیلئے بھیجا۔ ان سے پہلے بھی دو بڑے لشکر حضرت عکرمہ بن ابوجہل اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہما کی سرکردگی میں روانہ کئے گئے۔ لیکن یہ دونوں لشکر مسیلمہ کذاب کی فوج کا مقابلہ نہ کر سکے۔ حضرت خالد بن ولید نے میدان جنگ میں پہنچتے ہی کامیاب حکمت عملی اپنائی اور تمام مسلم قبائل کو پکارا اور انہیں پوری بہادری سے مرتدین کے خلاف لڑنے کی دعوت دی۔ یاد رہے کہ اس لشکر میں قرآن مجید کے حافظوں اور قاری حضرات کی بہت بڑی تعداد تھی۔ ایک خصوصی دستہ جنگ بدر میں حصہ لینے والے عظیم المرتبت صحابہ کا بھی تھا۔

مسیلمہ کذاب کا ساتھی نہار الرجال پہلے ہی حملے میں مارا گیا دونوں جانب اتنا خون بہا کہ میدان جنگ والی وادی کا نام شعب الدم یعنی خون کی وادی پڑ گیا۔ ایک بار مسیلمہ حضرت خالد بن ولید کے روبرو آیا لیکن اپنی پھرتی کی وجہ سے بچ نکلا اور ایک قریبی پناہ گاہ حدیقۃ الرحمٰن جو ایک باغ تھا اس میں جا چھپا۔ اس کے ساتھ اس کے سات ہزار ساتھی بھی تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس کا تعاقب کیا اور باغ کے اندر جانے کے لئے مسلمانوں نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر دیوار عبور کی اور باغ کا دروازہ کھول دیا۔ پھر کیا تھا لشکر اسلام مرتدین پر ٹوٹ پڑا اور ہزار ہا مرتدین کو بھیڑ بکریوں کی طرح کاٹ ڈالا۔ اس باغ کا نام حدیقۃ الموت پڑ گیا۔ خود مسیلمہ کذاب ایک حبشی غلام وحشی کے نیزہ لگنے سے جہنم واصل ہو گیا۔ یہ غلام وہی ہیں جنہوں نے جنگ اُحد میں سیدنا حمزہؓ کو شہید کیا تھا۔ بہر حال لشکر اسلام نے مکمل طور پر اس فتنہ کا خاتمہ

کیا اور ختم نبوت پر لگائی جانے والی ضرب کو روکا۔
اس اثناء میں امیر المومنین ابو بکر صدیقؓ نے مسلمہ بن وقش کے ہاتھ حضرت خالد بن ولید کے نام ایک فرمان بھیجا جس میں لکھا تھا کہ اگر اللہ بزرگ و برتر مرتدین پر فتح یاب کرے تو بنی حنیفہ میں سے جس قدر افراد بالغ ہو چکے ہوں وہ سب ارتداد کے جرم میں قتل کئے جائیں اور عورتیں اور کمسن لڑکے حراست میں لے لئے جائیں۔ (تاریخ ابن خلدون جلد 3)

وہ کتب جن سے حوالہ جات لئے گئے۔

	کتاب	تحریر
1	تفسیر خزائن العرفان	مفتی سید نعیم الدین مراد آبادی
2	تفسیر التبیان	علامہ غلام رسول سعیدی
3	مطالعہ احمدیت	محمد الیاس اعظمی
4	انٹرنیشنل اہل السنت برطانیہ جولائی 2001ء	ساجد الہاشمی
5	مرگ مرزائیت	محمد طاہر رزاق
6	ختم نبوت زندہ باد	غلام مصطفی مجددی
7	ماہنامہ "لانبی بعدی"	سید محمد اجمل گیلانی
8	تحفظ ختم نبوت	محمد احمد حسن قادری
9	معارف ختم نبوت جولائی 2007	محمد احمد حسن قادری
10	تحفظ ناموس رسالت ﷺ اور گستاخ رسول ﷺ کی سزا	ایچ ساجد اعوان
11	اولین فاتح قادیان	حافظ مظہر الدین
12	مہر منیر	مفتی فیض احمد گولڑوی
13	ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور دسمبر 1974ء	چیف ایڈیٹر: پیر محمد کرم شاہ

برصغیر پاک و ہند میں فتنۂ قادیانیت کا آغاز

1857ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں سے اقتدار چھن گیا تو اُن کی تہذیب و تمدن، دین و مذہب اور روحانی اقتدار کو مٹانے کے لئے انگریز سامراج نے مختلف چالیں چلیں اور فوجی قوت کے زور سے مسلمانوں کو دبانے کی کوششیں کیں۔ لیکن اس میں کما حقہ، کامیاب نہ ملی تو پھر مسلمانوں کے اعتقادات کو نشانہ بنانے کی سازشیں کیں۔1869ء میں برطانوی پارلیمنٹ کے اراکین اخباری مدیران اور چرچ آف انگلینڈ کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد نے ہندوستان کے دورے کے بعد ایک رپورٹ The Arrival of British Empire in India نامی رپورٹ لکھی۔ جس میں انہوں نے تجویز دی۔
"ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی راہنماؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے۔ اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو حواری نبی (Apostilic Prophet) ہونے کا دعویٰ کرے تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر برطانوی مفادات کے لئے مفید کام لیا جا سکتا ہے"۔
ان رپورٹوں کے فوراً بعد کسی ایسے شخص کی تلاش شروع ہوئی جو دینی علوم اور عربی زبان میں ماہر ہو اور ساتھ ہی انگریزوں کے ایجنٹ کے طور پر کام کرنے کے لئے آمادہ ہو۔ مرزا غلام احمد قادیانی (1839-40ء) ایسا شخص تھا جو ان کے معیار پر پورا اترتا تھا۔ چنانچہ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار افراد کو انٹرویو کے لئے بلایا ان میں سے ایک مرزا قادیانی بھی تھا جو اس وقت ضلع کچہری میں محرر (کلرک) بھرتی ہوا تھا۔ چنانچہ وہ نبوت کے دعوے دار کے طور پر نامزد ہوا۔ (قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ از پروفیسر الیاس برنی — تحریک ختم نبوت از شورش کاشمیری)
مرزا غلام احمد قادیانی نے بتدریج اپنی ماموریت کے دعوے کئے۔1880ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔1888ء میں مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا۔1901ء میں نبوت کا دعویٰ کیا اس ملعون اور مرتد کی خرافات اور بکواسات کا تذکرہ کرنے سے قبل ضروری ہے کہ اس کی شکل و صورت اور لباس وغیرہ کا ذکر ہو جائے تا کہ اس کا مکروہ پیکر ہماری نظروں میں رہے اور آپ یہ

فیصلہ کریں کہ ایسا بدصورت، بدذوق اور مکروہ خصلت آدمی کیا ایک عام آدمی بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔

مرزا قادیانی کی شکل وشباہت:

چشم نیم باز (کانی آنکھ):

جن لوگوں نے مرزا کی تصویر دیکھی ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ موصوف ایک آنکھ سے کانے تھے۔ مرزا صاحب کے فرزند ارجمند کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

''مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹوگرافر آپ سے عرض کرتا ہے کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلیف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہوگئیں۔ (سیرت المہدی، جلد دوم، صفحہ 77)

زبان:

''بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ایک دفعہ والدہ صاحب اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے اور دائیں بازو پر چوٹ آئی چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ آپ کھڑکی سے اترنے لگے تھے، سامنے سٹول رکھا تھا۔ وہ اُلٹ گیا اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو منہ تک لے جاسکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سنبھالنا پڑتا تھا''۔ (سیرت المہدی، جلد اول، صفحہ 216-217)

دانت اور داڑھیں:

''دندان مبارک آپ کے آخر عمر میں کچھ خراب ہوگئے تھے یعنی کیڑا داڑھوں کو لگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جایا کرتی تھی چنانچہ ایک دفعہ ایک داڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہوگیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر بھی کردیا تھا مگر کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں''۔ (سیرت المہدی، جلد دوم، صفحہ 125)

مرزا صاحب کی ٹانگیں:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المومنین (مرزا قادیانی کی بیوی) نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو تھی۔ وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی۔ حضور کو دبانے بیٹھی چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اس لئے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں۔ وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی ''جی تدے تے تہاڈی لتاں لکڑی وانگر ہویاں ہویاں ایں''۔

یعنی جی ہاں جبھی تو آج آپ کی ٹانگیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔

پاؤں کی پھٹی ایڑیاں:

''پیر کی ایڑیاں آپ کی بعض دفعہ گرمیوں کے موسم میں پھٹ جایا کرتی تھیں''۔ (سیرت المہدی، جلد دوم، صفحہ 125)

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود اوائل میں غرارے استعمال فرمایا کرتے تھے پھر میں نے کہہ کر وہ ترک کروا دیئے۔ اس کے بعد آپ معمولی پاجامے استعمال کرنے لگ گئے''۔ (سیرت المہدی، جلد اول، صفحہ 66)۔

کوٹ اور صدری:

''آپ کا لباس آخر عمر میں چند سال سے بالکل گرم وضع کا ہی رہتا تھا یعنی کوٹ اور صدری اور پاجامہ گرمیوں میں گرم رکھتے اور یہ علالت طبع کے باعث تھا۔ سردی آپ کو موافق نہ تھی اس لئے اکثر گرم کپڑے رکھا کرتے تھے البتہ گرمیوں میں نیچے کُرتا ململ کا رہتا تھا۔ بجائے گرم کُرتے کے صدری گھر میں اکثر پہنے رہتے تھے۔ مگر کوٹ عموماً باہر جاتے وقت ہی پہنتے اور سردی کی زیادتی کے دنوں میں اوپر تلے دو، دو کوٹ بھی پہنا کرتے بلکہ بعض اوقات پوستین بھی''۔ (سیرت المہدی، جلد دوم، صفحہ 126)

صدری کے بٹن بند کرنے کا طریقہ:

مرزا صاحب کے صدری، واسکٹ وغیرہ کے بٹن بند کرنے کا طریقہ بھی انوکھا تھا۔ ذرا انداز ملاحظہ ہو۔

''بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے''۔ (سیرت المہدی، جلد دوم، صفحہ 126)

سر میں تیل لگانے کا طریقہ:

''شیخ رحمت اللہ صاحب یا دیگر احباب اچھے اچھے کپڑے کے کوٹ بنوا کر لایا کرتے تھے۔ حضور کبھی تیل سر مبارک میں لگاتے تو تیل والا ہاتھ سر مبارک اور داڑھی مبارک سے ہوتا ہوا بعض اوقات سینہ تک چلا جاتا جس سے قیمتی کوٹ پر دھبے پڑ جاتے''۔

(سیرت المہدی، جلد دوم، صفحہ 126)

جرابیں پہننے کا مرزائی طریقہ:

''جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے۔ بعض اوقات سردی میں دو، دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا مرتبہ جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی، کبھی تو سرآگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی۔ کبھی ایک جراب سیدھی دوسری اُلٹی''۔ (سیرت المہدی، جلد دوم، صفحہ 126)

''آپ کو (مرزا غلام احمد قادیانی کو) شرینی سے بہت پیار ہے اور کثرت پیشاب بھی آپ کو عرصے سے لگی ہوئی۔ اسی زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ اسی قسم کی اور بہت سے باتیں ہیں''۔

والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اس لئے ریشمی آزار بند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھولنے میں وقت نہ ہو۔ سوتی آزار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی''۔ (سیرت المہدی، جلد اول، صفحہ 55)

''ایک دفعہ کوئی شخص آپ کیلئے گرگابی لے آیا۔ آپ نے پہن لی مگر اس کے اُلٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا۔ کئی دفعہ اُلٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی۔ بعض دفعہ آپ کا اُلٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے۔ ان (انگریز) کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں''۔

معاشی حالت:

مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپے ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا ہے اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے اس نے ایسی میری دست گیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے اور شاید اس سے بھی زیادہ ہو''۔

شراب نوشی:

مرزا غلام احمد قادیانی شراب کا رسیا تھا جس کی شہادت خود مرزا کے ایک خط جو اس نے اپنے ایک چہیتے مرید حکیم محمد حسین کو لکھا تھا سے ملتی ہے۔ مرزا کا خط ملاحظہ ہو۔

''محبی اخویم محمد حسین

اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے آپ اشیائے خریدنی خود خرید یں اور ایک بوتل ٹانک وائن ری پلومر کی دکان سے خرید یں۔ مگر ٹانک وائن چاہئے اس کا لحاظ رہے باقی خیریت ہے''۔

(خطوط امام بنام غلام، صفحہ 5)

دوسرے بیٹے میاں محمود احمد کی گواہی:

''حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جز افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول کے حضور چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے''۔ (مضمون میاں محمود احمد اخبار ''الفضل'' جلد 17، نمبر 4، مورخہ 19 جولائی 1929ء)

زانی:

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ میاں محمود احمد ابن مرزا غلام احمد قادیانی نے لاہوری جماعت کے نام اپنے ایک خط (جس کو انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ یہ ان کا خط ہے) میں یہ اقرار کیا ہے۔

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں اگر انہوں نے کبھی زنا کر لیا تو اس میں کیا حرج ہے''۔

آگے لکھتا ہے:

''ہمیں حضرت مسیح موعود پر اعتراض نہیں کہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے''

(اخبار الفضل 31 اگست 1938ء)

شان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں مرزا قادیانی کی گستاخیاں:

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ذات گرامی تمام کائنات میں حسن وجمال اور اخلاق حسنہ کے لحاظ سے افضل ترین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام اوصاف حمیدہ اور بہترین خوبیوں کا مجموعہ بنا کر بھیجا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مقام افسوس ہے کہ انگریز کے پروردہ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نے نبی آخرالزمان سرورِ سروراں ﷺ کی ذات بابرکات کی شانِ اقدس میں بے انتہا گستاخیاں کیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ کوئی عاشق رسول ﷺ مرزا کو جہنم واصل کر دیتا لیکن شاید اللہ تعالیٰ برصغیر کے تمام مسلمانوں کے جذبہ عشق رسول ﷺ جانچنا چاہتا تھا اور فتنہ قادیانیت کے ذریعے آئندہ نمودار ہونے والے تمام فتنوں کا تدارک کرنا چاہتا تھا۔

آیئے ! ذرا دل تھام کر غلام احمد قادیانی ملعون کی گستاخانہ عبارات دیکھیں :-

اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کیلئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔

(حقیقۃ الوحی 387، روحانی خزائن 303:22)

جس قدر نبی گزرے ہیں ان سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا۔ حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا لیکن اس اُمت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیا ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا ہے جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی"۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن 30:22)

میں خدا تعالیٰ کی تیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں"۔ (ایضاً)

اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا تو جھوٹا ہے، کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آ سکتے ہیں اور ضرور آ سکتے ہیں"۔ (انوار خلافت صفحہ 65، بشیر الدین محمود)

مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے اور حدیبیہ کی پیشین گوئی کو بار بار ذکر کرے کہ وہ وقت اندازہ کردہ پر پوری نہیں ہوئی"۔ (تحفہ گولڑویہ 67، روحانی خزائن 153:17)

پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے:

اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی"۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 4، روحانی خزائن 207:18)

میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں"۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن 521:22)

اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو"۔ (خطبہ الہامیہ 193، روحانی خزائن 16، صفحہ 288)

اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کی رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو"۔ (ایضاً روحانی خزائن 275:16)

اس "نبی کریم" کیلئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا"۔ (اعجاز احمد، روحانی خزائن 19 صفحہ 183)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

"یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے"۔

(حضرت خلیفۃ المسیح مرزا بشیر الدین محمود کی ڈائری اخبار الفضل نمبر 5 جلد 10، 17 جولائی 1922ء)

"مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے"۔ (کشتی نوح متعدد، روحانی خزائن 19 صفحہ 61)

تذکرۂ قائدین تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت

امام احمد رضا فاضل بریلویؒ

مجددِ دین وملت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان بریلویؒ جس دور میں پیدا ہوئے وہ اسلامیانِ ہند کیلئے انتہائی ابتلاء اور کرب کا زمانہ ہے۔ انگریز سرکار کے ایماء پر اور آشیرباد کے ساتھ بعض ایسی تحریکیں چلیں اور تبلیغ اسلام کے نام پر ایسی کتابیں لکھی گئیں جن کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے دلوں سے عشقِ رسول ﷺ کی چنگاری ختم کردی جائے۔ اس مقصد کے لئے عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کو نشانہ بنایا گیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضاؒ نے علمی اور فکری دونوں محاذوں پر ان کا مقابلہ کیا اور تنقیصِ رسالت میں لکھی گئی کتب کی نشاندہی کر کے ان کے مصنفین کی خوب خبر لی۔ بیسوی صدی کے شروع میں مرزا غلام قادیانی ملعون نے جب دعویٰ نبوت کیا، اس وقت امام احمد رضاؒ کا پیرانہ سالی کا زمانہ تھا۔ لیکن ان کی علمی وجاہت اور فکری (Vision) کا عروج تھا۔ اعلیٰ حضرتؒ نے اس کے جواب میں کئی کتب لکھیں اور اپنے فتاویٰ میں بھی اس کا خوب محاسبہ کیا۔ نامور محقق اور دینی سکالر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی کے مطابق اعلیٰ حضرت ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ لگایا جبکہ اہل حدیث اور دیوبند سے تعلق رکھنے والے علماء اس کی تکفیر کے معاملے میں تذبذب کا شکار تھے۔

اعلیٰ حضرت کے بڑے صاحبزادہ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان نے مرزا قادیانی کے جھوٹے دعوؤں کے خلاف "الصارم الربانی علی اسراف قادیانی" لکھ کر سب سے پہلے قلمی مجاہد ہونے کا مشرف حاصل کیا۔

ردِّ قادیانیت کے حوالے سے اعلیٰ حضرت کی کتابیں کچھ اس طرح سے ہیں۔

(1) جزاء اللہ عدوہ باباہ ختم النبوۃ (1899ء) مرزا قادیانی کے دعوے نبوت کے خلاف یہ کتاب لکھی گئی۔

(2) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب (1902ء) اس رسالہ میں اعلیٰ حضرتؒ نے مرزا قادیانی کے کفر کے بارے میں دس وجوہ بیان کیں اور شرعی حکم یوں لکھا "یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام بعینہ مرتدین کے احکام ہیں۔

(3) ''قہر الدیان علی مرتد بقادیان'' یہ کتابچہ اعلیٰ حضرت کی زیر سرپرستی آپ کے بھائی مولانا حسن رضا نے لکھا اور اس میں مرزا قادیانی کے الہامات کا رد کیا گیا۔

(4) ''المبین ختم النبیین'' یہ کتابچہ رد قادیانیت اور عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے ایک علمی اور تحقیقی گنجینہ ہے، جس میں انتہائی شدت سے مرزا کے دعوے نبوت پر کاری ضربیں لگائی گئیں۔

(5) ''حسام الحرمین'' یہ وہ عظیم شاہکار ہے جو اعلیٰ حضرت نے برصغیر پاک وہند میں گستاخان رسول اور مرزا قادیانی کی شان رسالت میں تنقیص پر مبنی تحریروں کو جمع کر کے علمائے حجاز سے ان کی رائے لی گئی اور اس کی اشاعت سے تنقیص رسالت اور تنقیص ختم نبوت کے بارے میں کوششوں کو عبرتناک شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

(6) ''المعتمد المستند'' حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی کی فرمائش پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ نے 1340ھ میں حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی کی معروف کتاب المعتقد المنتقد پر عربی میں حاشیہ لکھا جس میں قادیانی گروہ کی گستاخیوں کا خوب پوسٹ مارٹم کیا گیا۔

یہاں اعلیٰ حضرت کے چند فتاویٰ کا تحریر کئے جاتے ہیں تاکہ ان کا عقیدہ اور مرزائیوں کے بارے میں شرعی احکامات واضح ہوسکیں۔

مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار کافر ہیں:

مرزا احمد قادیانی اور جو اس کے پیرو ہوں ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں اور نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کے حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ 105:6)۔

''حضور ﷺ کی ختم نبوت میں ادنیٰ شک کرنے والا مرتد ملعون ہے:

''حضور پرنور خاتم النبیین سید المرسلین ﷺ کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء ومرسلین بلا تاویل وبلا تخصیص ہونا ضرورت دین سے ہے۔ جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک وشبہ کو بھی

راہ دے کافر مرتد ملعون ہے، آیۂ کریمہ ولٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین وحدیث متواتر لانبی بعدی سے تمام امت مرحومہ نے سلفاً وخلفاً ہمیشہ یہی معنی سمجھے کہ حضور اقدس ﷺ بلاتخصیص تمام انبیاء میں آخر نبی ہوئے حضور کے ساتھ یا حضور کے بعد قیام قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال ہے"۔(ایضاً:57)۔

قادیانی کوزکوۃ دینا:

قادیانی کوزکوۃ دینا حرام ہے اگر ان کو دے تو زکوۃ ادا نہ ہوگی۔(احکام شریعت:139)

مرزائی مرتد اور مستحق نار ہیں:

مرزا کے پیرو اگرچہ اقوال انجس الابوال کے معتقد بھی نہ ہوں مگر جب کہ صریح کفر وہ دیکھتے سنتے پھر بھی مرزا کو پیشوا امام ومقبول خدا کہتے ہیں۔قطعاً یقیناً سب مرتد اور مستحق نار ہیں۔(السوء والعقاب:20)

قادیانی کافر مرتد ہے:

قادیانی مرتد منافق ہیں مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے"۔

قادیانی ذبیحہ محض نجس ہے:

قادیانی وغیرہ سب کے ذبیحے محض نجس ومردار حرام قطعی ہیں اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں اور کیسے ہی متقی پرہیزگار بنتے ہوں۔(احکام شریعت:1-142)

قادیانی سے نکاح محض زنا ہے:

قادیانی کا حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے اس سے جزیہ نہیں لیا جا سکتا۔اس کا نکاح کسی مسلم کافر مرتد اس کے ہم مذہب ہوں یا مخالف مذہب غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا جس سے ہوگا محض زنا ہوگا مرتد مرد ہو یا عورت"۔(ایضاً:132)

☆ مرزائیوں کو مسلمان کے گورستان میں دفن کرنا حرام ہے۔

☆ مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم وناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے۔

☆ قادیانی کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔

پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑویؒ

فخر سادات نائب غوث الوریٰ تاجدار گولڑہ پیر سیّد مہر علی شاہؒ عالم اسلام کی ان نابغۂ روزگار ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے تحریری اور عملی طور پر بدبخت اور ملعون مرزا غلام احمد قادیانی کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور اس کی نام نہاد تبلیغی سرگرمیوں کے آگے بند باندھا۔ پیر صاحب قبلہ کی خدمات کا احاطہ ناممکن ہے۔تاہم ان کی مساعی جمیلہ کا مختصر تذکرہ کیا جائے گا۔

پیر سیّد مہر علی شاہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ جب مرزا قادیان کا پورا عروج تھا، اس کی تحریری اور تبلیغی سرگرمیاں زوروں پر تھیں اور ناسمجھ کم فہم مسلمان اس کے دام فریب میں آ رہے تھے اس وقت مسلمانوں کے تمام فرقوں کی جانب سے قیادت کا عمامہ ان کے سر بندھا۔ مرزا قادیان ملعون کے چیلنج کے جواب میں برصغیر پاک وہند کے سینکڑوں جید علماء اور مشائخ 25 اگست 1900ء کو بادشاہی مسجد میں جمع ہوئے تو تمام مکاتب فکر کے علماء نے جن میں سنی، اہل حدیث اور اہل قرآن کے علاوہ لاہور اور سیالکوٹ کے شیعہ مجتہدین بھی شامل تھے، نے قادیانیت کے محاذ پر حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کو اپنا سربراہ اور نمائندہ ہونے کا اعلان کیا۔بالکل وہی صورت حال پیدا ہوئی جو پاکستان کے وجود میں آنے کے وقت ہندوا نگلا کے مقابلے میں اسلامی سیاسی پلیٹ فارم پر پیدا ہوگئی تھی۔اسلامیان ہند کی اس علمی اور دینی قیادت کے وقت حضرت پیر صاحبؒ کی عمر شریف صرف 42 سال کے قریب تھی۔انہیں فارغ التحصیل ہوئے بائیس برس ہو چکے تھے خلافت ارشاد کا اٹھارواں سال تھا اور جذب وسیاحت اور ادائیگی حج کے بعد مسند ارشاد پر صرف دس برس کا عرصہ گذارا تھا۔(مہر منیر صفحہ 231)۔

ایسا ہونا ہی تھا کیونکہ جب 1890ء بمطابق 1307ھ آپ حج کیلئے گئے تو حجاز مقدس میں مستقل قیام پذیر ہونے کا ارادہ فرمایا اس وقت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے اپنے کشف کے ذریعے فرمایا تھا کہ عنقریب سرزمین ہند میں بہت بڑا فتنہ ظاہر ہونے کو ہے جس کا سدباب آپ کی ذات سے متعلق ہے۔اگر اس وقت آپ اپنے وطن میں بالفرض خاموش بھی بیٹھے رہے تو بھی ملک کے علماء اس فتنہ کی زد سے محفوظ رہیں گے۔چنانچہ بعد میں وطن لوٹنے پر آپ

کو مکاشفات اور مشاہدات سے معلوم ہوا کہ اس فتنہ سے مراد فتنہ قادیانیت ہے۔

قبلہ پیر صاحب نے فرمایا کہ عالم رویا میں آنحضرت سید الوریٰ ﷺ نے مجھے مرزا قادیان کی تردید کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص میری احادیث کو تاویل کی قینچی سے کتر رہا ہے اور تم خاموش ہو۔ (مہر منیر صفحہ 203)۔

1317ھ بمطابق 1900ء حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہؒ نے مرزا قادیان کے مسیح موعود ہونے کے رد میں ایک رسالہ ''شمس الہدایت فی اثبات حیات المسیح'' شائع کرایا۔ اس میں آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے اور قیامت کے قریب جسد عنصری زمین پر نازل ہو کر اسلام کی مدد فرمانے کو قرآن و حدیث سے ثابت فرماتے ہوئے اسے امت مسلمہ کا اجتماعی اور متفقہ عقیدہ قرار دیا۔ نیز ثابت کیا کہ ان کی وفات اور ان کے مثیل کے دنیا میں بطور مسیح موعود آنے کے قادیانی عقائد غلط اور باطل ہیں۔ کتاب کے آغاز میں آپ نے ملعون مرزا سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے معنی دریافت کئے۔ اس کتاب کے آنے سے قادیان کے کفر گڑھ میں تہلکہ مچ گیا۔ خصوصاً کلمہ طیبہ کے معانی کے سوال پر علمائے اسلام بھی دنگ رہ گئے۔ اسی دوران 20 فروری 1900ء کو مرزا ملعون کے ایک قریبی ساتھی حکیم نورالدین نے بارہ سوالات پر مشتمل ایک خط لکھا اور حضرت قبلہ پیر صاحب سے جواب مانگا۔ آپ نے بالوضاحت تفصیلی جواب لکھ کر بھیجا اور صرف ایک ہی سوال مرزائیوں سے پوچھا کہ بتایئے تحریخ حقیقت معجزہ کیا ہے؟ مگر ان سے جواب نہ بن پڑا۔

شمس الہدایت کا شائع ہونا تھا کہ عامۃ الناس کی طرف سے مرزا پر دباؤ بڑھ گیا کہ اس کا جواب دو۔ مرزا قادیان نے بدحواس ہو کر پیر صاحب کو مناظرہ کی دعوت دے دی اور اس میں یہ نہیں کہا کہ میرے وہ عقائد جن سے آپ کو اور تمام عالم اسلام کو اختلاف ہے مثلاً وفات مسیح مثیل مسیح اور مسیح موعود ہونا، نبوت کا دعویٰ اور دجال کا ظہور اور جہاد کی تردید وغیرہ، ان کے متعلق مباحثہ کر لو بلکہ اس بات کی دعوت دی کہ میرے ساتھ عربی زبان میں تفسیر قرآن لکھنے کا مقابلہ کر لو۔

22 جولائی 1900ء میں مرزا قادیانی نے ایک اشتہار اور خط لکھ کر مقابلے کی دعوت دی۔ جس میں بہت سی شرائط کے ساتھ لاہور میں مقابلہ تفسیر نویسی کا چیلنج تھا کیونکہ اسے اپنی عربی دانی اور علمی استعداد پر بڑا زعم تھا۔ گولڑہ شریف میں مرزا قادیانی کا یہ اشتہار 25 جولائی 1900ء کو

موصول ہوا۔ قبلہ پیر سید مہر علی شاہؒ نے اسی روز جوابی اشتہار اور خط اگلے روز ملک میں شائع کروا دیا۔ تمام ملک کے اخبارات میں بھی اس دعوت مناظرہ مرزا کا چیلنج قبول کرنے کی خبریں ارسال کر دی گئیں جس سے ہر جگہ خاصی دلچسپی پیدا ہو گئی۔ آپ نے اس جواب میں لکھا کہ مجھ کو لاہور میں مجوزہ مناظرہ میں شرکت مرزا قادیانی کی تمام شرائط کے ساتھ منظور ہے۔ میری صرف ایک گذارش ہے کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ نبوت، مسیحیت اور مہدویت کو حاضرین جلسہ کے سامنے تقریری انداز میں پیش کریں اور اس سلسلے میں دلائل سے بات کریں۔ جواب میں یہ نیاز مند اظہار خیال کرے گا۔ فیصلہ مرزا کے نامزد کردہ تینوں علماء کرام کریں گے۔ بصورت دیگر مرزا صاحب کو بیعت توبہ کرنا ہو گی۔ تحریری مقابلہ اس کے بعد ہو گا۔ اس کے بعد پنجاب، سرحد اور ہندوستان کے ساتھ علماء و مشائخ کے دستخطوں سے ایک اشتہار پیر صاحب کی تائید میں شائع ہوا کہ ہم سب بھی 25 اگست 1900ء کو لاہور میں حاضر ہوں گے۔ ہم پیر صاحب کی شرط برائے تقریری مقابلہ جائز اور ضروری خیال کرتے ہیں کیونکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت، مہدویت اور نبوت ہی اہل اسلام کے درمیان وجہ تنازع ہے۔

قادیانیوں نے تقریری مباحثہ کی شرط واپس لینے کا کہا۔ حضرت پیر صاحب نے قبول کرتے ہوئے صرف تحریری مقابلے کے لئے مرزا کو لاہور آنے کا کہا اور یہ اعلان 21-22 اگست کو شائع ہوا۔

وعدہ کے مطابق پیر صاحب گولڑہ شریف 24 اگست 1900ء کو لاہور پہنچے۔ لاہور میں عوام کا جوش و خروش قابل دید تھا۔ ملک کے طول و عرض سے ہزاروں مسلمان لاہور پہنچ گئے جن میں علماء، مشائخ، درویش، ماڈرن ہر طبقہ اور ہر فرقہ کے لوگ موجود تھے۔ خود قادیانی بھی کثیر تعداد میں لاہور جمع ہو گئے ان دنوں لوگ ویسے ہی مذہبی مباحثوں اور مناظروں میں گہری دلچسپی لیتے تھے۔

26 اگست کا دن آ گیا لیکن مرزا قادیانی کو مقابلے کے لئے نہ آنا تھا، نہ آیا۔ جس سے قادیانی گروہ میں انتشار پیدا ہوا اور بہت سے خوش بخت تائب بھی ہوئے۔ جب مرزا صاحب کی آمد سے مایوسی ہوئی تو 29 اگست 1900ء کو بادشاہی مسجد لاہور میں ایک عظیم الشان اجتماع ہوا جس میں علماء کرام نے قادیانیت کی بھیانک تصویر سامنے رکھ کر لوگوں کو حقیقت سے آگاہ کیا۔ تمام فرقوں کے علماء کرام نے اپنی تقریروں میں ختم نبوت کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ اس

تاریخی جلسہ کی صدارت پیر صاحبؒ نے فرمائی۔
اس فتح مبین کے موقعہ پر پیر صاحبؒ نے ایک مجلس میں فرمایا تھا کہ علماء اسلام کا اصل مقصد حق کی سربلندی اور اعلاء کلمۃ اللہ ہوا کرتا ہے۔ فخر وتکبر مقصود نہیں ورنہ نبی کریم ﷺ کی اُمت میں اس وقت بھی ایسے خادم دین موجود ہیں کہ اگر قلم پر توجہ ڈالیں تو وہ خود بخود کاغذ پر تفسیر قرآن لکھ جائے۔ ان کا اشارہ اپنی جانب ہی تھا۔ کیونکہ وہ فرماتے تھے کہ مجھے یقین کامل تھا کہ اگر اس سے بھی بڑا دعویٰ کرتا تو اللہ تعالیٰ ضرور مجھے سچا ثابت کرتے۔ نیز فرمایا ”کئی کھلے دے زور تے کنڈ دی اے“۔
کچھ عرصہ بعد مرزا قادیانی نے سورہ فاتحہ کی تفسیر اعجاز المسیح لکھ کر جوابی کتاب لکھنے کا چیلنج کیا۔ یہ تفسیر صرف ونحو ولغت اور معانی کے اعتبار سے غلطیوں کی گٹھڑی تھی۔ پیر صاحب قبلہ نے اس کے جواب میں ایک بے مثال کتاب ”سیف چشتیائی“ لکھی۔ جس میں مرزا کی اس کتاب پر ایک سو کے قریب اعتراضات کئے۔ جن کا جواب اب تک نہیں دیا جاسکا۔
الغرض تحریک ختم نبوت کے اوّلین قائد پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کا نام تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا گیا ہے جو رد قادیانیت کے سلسلے میں خدمات کا اعتراف ہے۔

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پور سیداں

آفتاب عرش تصوف، سرخیل صوفیائے نقشبند، رہبر شریعت پیر حافظ سید جماعت علی شاہ سجادہ نشین علی پور سیداں اُن علماء کرام اور صوفیائے عظام میں ممتاز ترین مقام پر فائز ہیں جنہوں نے مرزا غلام اور قادیانی ملعون کی شیطانی تحریک کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور اپنی تمام تر علمی، تقریری اور روحانی تصرفات کو بروئے کار لاتے ہوئے قادیانیت کے تابوت پر آخری کیل ٹھونکی۔ آپ کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا اور آپ کی زبان اقدس سے نکلی بات اٹل حقیقت بنی اور آپ کی پیشن گوئی کے مطابق مرزا قادیانی ہیضے کے مہلک مرض میں مبتلا ہو کر جہنم واصل ہوگیا۔
مرزا غلام قادیانی نے جب دعویٰ نبوت کرتے ہوئے مسلم امت کی دلآزاری کی تو سنوسی ہند پیر حافظ جماعت علیؒ نے واشگاف اعلان فرما کر اس کا تیا پانچا کیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے
1) سچا نبی کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے استاد ہوتے ہیں۔
2) ہر سچا نبی اپنی عمر کے چالیس سال کے بعد یک دم اللہ تعالیٰ کے حکم سے دعویٰ نبوت کرتا ہے۔
3) حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء تک جتنے بھی انبیاء ہوئے ہیں سب کے نام مفرد ہیں، مرکب نہیں۔
4) سچا نبی کوئی ترکہ نہیں چھوڑتا۔
حضرت امیر ملت نے یہ اعلان آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد 1925ء میں بھی اپنے صدارتی خطبہ میں دہرایا۔
اگست 1900ء میں جب مرزا غلام قادیانی نے پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت مناظرہ دی تو حضرت امیر ملت بھی پیر مہر علی شاہ کے ہمراہ لاہور میں موجود تھے اور آپ نے بادشاہی مسجد میں منعقدہ تاریخی جلسہ میں پرزور اور مدلل تقریر فرمائی۔
اسی طرح مرزا کے خلیفہ اوّل حکیم نور الدین نے نارووال میں تبلیغی کیمپ لگا کر سادہ لوح

مسلمانوں کو ورغلانا شروع کیا تو سید جماعت علی شاہؒ نے جو بیمار تھے اور چارپائی سے اٹھنے سے قاصر تھے۔ اسی حالت میں فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کی اور متواتر چار جمعے وہاں جا کر آپ جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرماتے رہے۔

27 اکتوبر 1904ء کو مرزا قادیانی نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ سیالکوٹ کو مرکز تبلیغ بنانے کے لئے وہاں کا رُخ کیا۔ اسے بڑا مان تھا کہ وہاں حالات موافق ہیں اور لوگوں کی ایک کثیر تعداد اس کا دین اپنا لے گی۔ حضرت امیر ملت فوراً سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ گلی گلی محلہ محلہ جا کر کلمہ حق بلند کیا اور مسلمانوں کو فتنہ قادیانیت کا صحیح رُخ دکھلایا۔ جس سے وہ لوگ جو مائل بہ قادیانیت تھے، رُک گئے اور مرزا کو نامراد و ناکام واپس بھاگنا پڑا۔

پیر صاحب علی پوری نے اپنی مساعی جمیلہ کا سلسلہ پورے ملک تک پھیلایا۔ اور مختلف شہروں کے دورے کر کے ختم نبوت کی حقانیت کا پرچم بلند کیا۔ آپ کے دو نامور خلفاء حضرت مولانا غلام احمد اخگر اور حضرت سید محبوب شاہ امرتسری نے کئی بار قادیان میں جا کر مرزائیوں کے عقائد کا رد کیا۔ مرزا کے حواریوں کو مقابل آنے کی جرات نہ ہوئی۔ سیالکوٹ کے دورے کے دوران ایک مرزائی عبدالکریم لنگڑا نے معراج النبی ﷺ کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے آقائے دو عالم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی تو حضرت امیر ملت نے جلسہ گاہ میں پرجوش انداز میں اس کی ذلت آمیز موت کی پیشین گوئی کی۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں یہ بدبخت سرطان کے مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا۔

6 مئی 1908ء کو مرزا غلام قادیانی اپنی اہلیہ کے علاج کے سلسلہ میں لاہور آیا تو اس کے پیروکاروں نے لاہور کے مختلف علاقوں میں تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اہلیان لاہور نے حضرت امیر ملتؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر لاہور آنے کی درخواست کی۔ آپ نے لاہور میں مرزا کے ٹھہرنے کی جگہ واقع برانڈرتھ روڈ کے بالکل سامنے جہاں اب اسلامیہ کالج ہے کیمپ لگایا۔ یہاں پنڈال بنایا گیا، سٹیج سجایا گیا اور ہمہ وقت لنگر کا وسیع انتظام کیا گیا۔ کئی روز تک روزانہ وعظ و خطاب ہوتے رہے۔ اور قادیانیت کے کفریہ عقائد کا پوسٹ مارٹم کیا جاتا رہا، اس کیمپ میں حضرت امیر ملتؒ کے علاوہ جن جید علماء کرام نے خطاب کیا ان میں حضرت مولانا محمد عبداللہ ٹونکی، مولانا پروفیسر اصغر علی روحی، آپ کے خلفاء مثلاً مولانا محمد حسین قصوری، مولانا امام الدین رائے پوری، مولانا محمد شریف کوٹلوی، مولانا نور الحسن سیالکوٹی وغیرہ شامل تھے۔ اس موقعہ پر پیر

صاحب نے مرزا کو مقابل آ کر اپنی صداقت کے دلائل دینے کی پیش کش کی اور اسے پانچ ہزار روپے انعام کا لالچ بھی دیا لیکن وہ سامنے آنے کی ہمت نہ کر سکا۔

جب مرزا غلام قادیانی آپ کے مقابل نہ آیا تو آپ نے 22 مئی 1908ء کو لاہور کی بادشاہی مسجد میں ایک عظیم الشان کانفرنس کا اہتمام کیا۔ لاکھوں مسلمانوں اور ہزارہا علماء و مشائخ نے آپ کی امامت میں نماز جمعہ ادا کی۔

آخر کار 25 مئی 1908ء بروز پیر آپ نے لاہور میں ہی ایک بہت بڑا جلسہ منعقد کیا۔ جس میں لاکھوں عاشقان رسول ﷺ کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجزن تھا۔ آپ نے اس موقعہ پر تاریخ ساز پیشین گوئی کی اور ارشاد فرمایا :-

''ہم نے مرزا کا بہت انتظار کیا ہے لیکن وہ سامنے نہیں آیا۔ پیش گوئی کرنا میری عادت نہیں ہے لیکن میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مرزا جی کا خدائی فیصلہ ہو چکا ہے، خدا کے فضل سے وہ میرے مقابلہ میں نہیں آئے گا کیونکہ میرا نبی سچا ہے اور میں صدق دل سے اس سچے نبی کا غلام ہوں آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں ہمیں اس جھوٹے نبی سے نجات عطا فرمائے گا''۔

لاکھوں مسلمانوں نے آپ کی اس پیشین گوئی پر واشگاف الفاظ میں آمین کہا۔ یہ الفاظ آپ کی زبان اقدس سے رات دس بجے ادا ہوئے اور 26 مئی 1908ء کو صبح دس بج کر دس منٹ پر مرزا جی کا بستر اس دنیا فانی سے اُٹھا کر جہنم میں لگا دیا گیا۔ لعنۃ و لعنۃ اللہ علیہ۔

مرزا کی موت ہیضہ کے مرض میں مبتلا ہونے سے ہوئی تھی۔ خود مرزا نے جو کہا تھا یقیناً وہ اپنے بارے میں ہی تھا ''جو کوئی ہیضہ کی موت مرے گا وہ کتے کی موت مرے گا''۔ مرزا قادیانی کی منحوس لاش کو نہایت بے کسی کی حالت میں قادیان میں دفن کیلئے بٹالہ کی طرف لے جایا گیا تو اہل اسلام نے اس کی منحوس لاش کی بہت تذلیل کی۔ مرزا کے واصل جہنم ہونے کے بعد لاہور شہر کے ہر محلے اور گلی کوچے میں مسرت و انبساط کی بہار آ گئی۔ مسلمانوں نے شکرانے کے نفل ادا کئے کہ خس کم جہاں پاک اور جگہ جگہ محافل اور جلسے منعقد ہوئے اکثر میں خود پیر صاحب نے شرکت کی۔ ہزارہا قادیانی اپنے عقیدے سے تائب ہو کر آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

جہنم رخصتی کے بعد اس کے پیروکاروں نے مختلف جھوٹے مقدمات میں آپ کو اور آپ کے

صاحبزادوں کو ملوث کرنے کی کوشش کی لیکن ان کی سب کوششیں رائیگاں گئیں۔ 1925ء میں مراد آباد میں امام اہلسنت الشاہ احمد رضا بریلویؒ کے خلیفہ صدر الافاضل سیّد نعیم الدین مراد آباد کے زیر اہتمام آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب نے فرمائی۔ اس کانفرنس میں مرزائیوں کے خلاف ایک قرارداد منظور کی گئی۔

''یہ اجلاس عام جو سات کروڑ مسلمانان ہند کا قائم مقام اور ہر حصہ ملک کے علماء اہل سنت و جماعت پر مشتمل ہے۔ مرزائیوں کی صدائے احتجاج کی بنا پر لیگ آف نیشنز اور گورنمنٹ آف انڈیا کو توجہ دلاتا ہے کہ حکومت افغانستان کا ابلاک قادیان مذہبی مسئلہ ہے۔ اس میں کسی حکومت کی مخالفانہ آواز صریح مذہبی مداخلت ہوگی جس کو مسلمان کسی طور گوارا نہیں کر سکتے لہذا لیگ اور گورنمنٹ کو اس مسئلہ میں ہرگز دخل نہیں دینا چاہئے''۔

حضرت امیر ملت اپنے وصال تک (1951ء) مرزائیت کے ناسور کے خلاف برسر پیکار رہے۔ 1953ء میں جب ملکی سطح پر تحریک ختم نبوت چلی تو دیگر اکابر علماء اہلسنت کے ساتھ ساتھ آپ کے فرزند پیر سیّد حافظ محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشیں، پیر سیّد نور حسین شاہ صاحب اور پیر سیّد اختر حسین شاہ صاحب نے بھرپور کردار ادا کیا۔ آپ کے تربیت یافتہ مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی نے بھی سزائے موت کی سزا پائی جو بعد میں عمر قید میں تبدیل ہوگئی۔ یہ سب فیضان تھا پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحبؒ کا۔

مولانا صوفی نواب الدین سنکوہیؒ

اولین فاتح قادیان، صوفی باصفا، رہبر شریعت اور مجاہد ختم نبوت صوفی نواب الدین موضوع رامداس ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے اپنے پیر و مرشد خواجہ سراج الحق کے حکم سے موضع سنکوہی میں قیام پذیر ہوئے جو کہ بٹالہ سے سات کوہ کے فاصلہ پر تھا اور قادیان سے بھی اتنا ہی دور تھا۔ صوفی نواب الدین بلند پایہ خطیب اور خوش گلو مقرر تھے۔ ان کے مریدین ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ ابوالاثر حفیظ جالندھری، مرتضی احمد خاں میکش اور عطاء محمد عرف حاجی لق لق ایک عرصہ تک ان کے ساتھ رہے۔ آپ مشہور ناول نگار نسیم حجازی کے سسر اور نامور نعت گو حافظ مظہر الدین مرحوم کے والد محترم تھے۔

صوفی صاحب قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں سے واقف تھے۔ اس لئے کھل کر ان کی مخالفت کرتے۔ اس دور میں جبکہ قادیان میں کسی کو بولنے کی اجازت نہ تھی، وہ دھڑلے سے وہاں تقاریر کرتے اور مرزا کو کھری کھری سناتے۔ صوفی صاحب خوب قد آور اور گرانڈیل جوان تھے لہذا مرزائیوں سے ہاتھاپائی سے بھی گریز نہ کرتے۔ اس لئے کسی مرزائی کو ان سے پنجہ لڑانے کی ہمت نہ ہوتی۔

تھوڑے تھوڑے وقفے سے مولانا نواب الدین قادیان کی طرف جاتے، قریبی دیہات کے ہزاروں لوگ بھی آجاتے، مرزا غلام قادیانی اور حکیم نورالدین سے علمی بحثیں اور گفتگو کرتے اور اسے خوب لتاڑتے۔ یہ اُن دِنوں کی بات ہے جب ابھی مرزا اپنے پر پُرزے نکال رہا تھا۔ مرزا کے مرنے کے بعد مناظروں کا دور شروع ہوا تو مولانا نواب الدین صاحب عظیم مناظر ہونے کے ناطے ان کا مقابلہ کرتے۔ ان مناظروں کی تعداد سینکڑوں بلکہ ہزاروں ہے۔ کہتے ہیں کہ ان مناظروں میں زبانی کلامی ہی باتیں نہ ہوتیں بلکہ جہاد فی سبیل اللہ کا آغاز بھی ہو جاتا اور صوفی صاحب اپنا چھ سات فٹ لمبا لٹھ خوب استعمال کرتے۔ صوفی صاحب نے اپنی وفات سے چند دن قبل اپنے بیٹے سے کہا کہ مظہر! اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے گا، اعمال کے باعث نہیں، اعمال کا محاسبہ ہوا تو جہنم کا کوئی مناسب گوشہ بھی نہیں ملے گا، میں نے زندگی میں مرزائیوں کو

بہت مارا ہے،اسی لئے امید ہے کہ اللہ کریم مجھے بخش دے گا"۔

ایک بار مرزا ایک مقدمے کیلئے گورداسپور کی کچہری میں آیا۔ تو صوفی نواب الدین بھی جلدی سے کچہری پہنچ گئے۔ مرزا کے حواریوں کا حلقہ توڑ کر مرزا کا بازو پکڑ لیا اور اسے شدید جھٹکا دے کر فرمانے لگے کہ مردود! نبوت اگر جاری ہوتی اور اللہ تعالیٰ اس علاقے میں کوئی نبی بھیجتا تو مجھے بھیجتا یا تجھ جیسے الو کو۔ یہ سن کر حاضرین کا جم غفیر قہقہے مار کر ہنسنے لگا۔

صوفی صاحب کے خاندان میں سے ایک لڑکی کا رشتہ برادری کے ایک آدمی سے طے ہو گیا بعد میں پتہ چلا کہ وہ تو مرزائی ہے۔ یہ رشتہ توڑ دیا گیا۔ صوفی صاحب نے احباب کے مشورے سے کہ یہ لڑکی کچہریوں کے چکر نہ لگائے ،اس سے نکاح کر لیا۔ مرزائیوں نے مقدمہ دائر کر دیا۔ سات برس مقدمہ چلا لیکن مرزا بشیر الدین اور چوہدری ظفر اللہ خاں کی انتہائی کوششوں کے باوجود صوفی صاحب کی منکوحہ ایک بار بھی عدالت میں پیش نہ ہوئیں۔ تنسیخ نکاح کا یہ پہلا مقدمہ تھا جو صوفی صاحب نے جیتا۔ اسی وجہ سے علماء کرام نے انہیں فاتح قادیان کا لقب دیا۔

جب مرزا غلام قادیانی محمدی بیگم سے آسمان پر اپنے نکاح ہونے کا دعویٰ کیا تو صوفی نواب الدین صاحب محمدی بیگم کے قصبہ پٹی پہنچ گئے۔ یہاں انہوں نے سحر بیانی اور روحانی قوت سے پٹی کے مغلوں کو اپنا مداح بنالیا۔ محمدی بیگم کا خاندان بھی ان کا مرید ہو گیا۔ یوں مرزا صاحب کا آسمانی نکاح زمین پر نہ ہو سکا۔ یہ صوفی صاحب کا مرزا پر سیاسی حملہ تھا۔ جو کامیاب رہا۔ مرزا نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ جو شخص محمدی بیگم سے نکاح کرے گا وہ دو سال میں مر جائے گا۔ اور اس سے کوئی اولاد نہ ہوگی۔ صوفی صاحب نے اعلان کیا کہ جو شخص محمدی بیگم سے نکاح کرے گا اس کی عمر 60 سال ہوگی اور اس کے کئی بچے ہوں گے پھر اپنے ایک معتقد سے باضابطہ طور پر نکاح کروادیا۔ اس کے چار پانچ سال بعد اس شخص کو لے جا کر مرزا کے گھر کے سامنے جلسہ عام کیا اور اس شخص سے کہلوایا کہ میں محمدی بیگم کا خاوند اور آپ کا روحانی فرزند ہوں اور میرے تین بچے ہیں۔

صوفی صاحب کے پیر بھائی مولوی دین محمد انصاری چشتی کا بیان ہے کہ انہوں نے مرزا کذاب کے 360 سوالات کے جوابات پر مشتمل ایک جہازی سائز کی کتاب "برق آسمانی علی افق فتنہ قادیانی المعروف کڑک آسمانی" مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشین گوئیوں کے رد میں لکھی تھی۔ جس کا جواب مرزا کبھی نہ دے سکا۔ یہ کتابیں پورے ہندوستان اور بیرون ملک بھجوائی گئیں اور اس

کے اہم نکات بڑے اشتہاروں کی صورت میں گورداسپور کے ضلع میں دیواروں پر چسپاں کروائے گئے۔

آپ کی جرات رندانہ سے تنگ آ کر قادیانیوں نے کئی بار آپ کو شہید کرنے کی خاطر قاتلانہ حملے کروائے مگر ہر بار آپ بچ گئے اور اس کی پیشگوئیاں اور چالیں ناکام ہوئیں ایک بار تو اس نے آپ کے گھر کو آگ بھی لگوادی۔

مرزا قادیانی کی روح فرسا موت کے بعد ایک دفعہ حضرت صوفی نواب الدین اپنے احباب کے ہمراہ قادیان گئے اور جلسہ عام میں اعلان کر دیا کہ فلاں دن ہم مرزا کی قبر کھودیں گے تاکہ دیکھ سکیں کہ وہ قبر میں صحیح سالم موجود ہے یا نہیں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے۔ مولانا نے فرمایا، میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مرزا اپنی قبر میں گل سڑ کر بدبودار اور بدصورت ہو چکا ہے۔ اگر مرزا صحیح سالم پایا گیا تو میں اور میرے لاکھوں مرید مرزا کو سچا مان لیں گے اس اعلان کے فوراً بعد مرزائیوں نے راتوں رات ایک چوکور کمرہ مرزا کی قبر پر بنادیا۔ کافی پولیس بلوائی گئی اور کئی دن تک ہلہ گلہ رہا۔ آپ کی خواہش تھی کہ دنیا مرنے کے بعد مرزا کا حشر بھی دیکھ لے۔

اوّلین فاتح قادیان کے طور پر صوفی نواب الدین کا نام ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ

احیائے اسلام، فروغ عشق رسول ﷺ مسلم امت کی بیداری اور عالم اسلام کے اتحاد کے حوالے سے حضرت علامہ محمد اقبالؒ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ بیسوی صدی کے شروع میں جب کفر وارتداد کی آندھیاں پورے زور سے چل رہی تھیں، تنقیص رسالت کا طوفان اُٹھ رہا تھا اور قادیان میں شیطان کا فرستادہ نبی دعویٰ نبوت کر رہا تھا، علامہ محمد اقبال نے اپنی فکر اور دینی سوچ کے ذریعے جان لیا کہ قادیانیت کا فتنہ مسلمانوں کے قلوب سے روح محمد ﷺ نکالنے کا سلسلہ ہے تو انہوں نے اپنے خطبات اور ارشادات کے ذریعے قادیانیوں پر کاری ضربیں لگائیں اور ان کی سیاسی اور فکری سازشوں کا پول احسن انداز میں کھولا۔

قادیانیوں نے یہ کوشش کی کہ کشمیر کمیٹی کے نام پر اور پھر تحریک کشمیر کے پلیٹ فارم پر علامہ اقبال کی شخصیت کا نام استعمال کر کے سیاسی فائدہ اٹھایا جائے اور مرزا قادیاں کے پیغام کو پھیلانے کا ذریعہ بنایا جائے۔ لیکن علامہ اقبال نے ان کی چالوں کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ اس موقعہ پر آپ نے فرمایا:

''قادیانی بھی مسلمانان ہند کی سیاسی بیداری پر مضطرب ہیں کیونکہ محسوس کرتے ہیں کہ مسلمانان ہند کا سیاسی اقتدار بڑھ جائے گا تو قادیانیوں نے رسول عربی ﷺ کی اُمت سے اپنے ہندوستانی نبی کی نئی اُمت نکالنے کیلئے جو منصوبے تیار کر رکھے ہیں وہ یقیناً درہم برہم ہو جائیں گے۔'' (تحریک ختم نبوت، از شورش کاشمیری)

عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت اور رد قادیانیت کے سلسلہ میں علامہ اقبال کے پر مغز اور ایمان افروز خیالات اور افکار ملاحظہ فرمائیں:

اقبال کے نزدیک عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت:

علامہ اقبال اپنے مشہور خطبات میں دین اسلام میں ختم نبوت کی حقیقت، اس کی ضرورت و اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''اسلام کا ظہور استقرائی فکر (Inductive Intelect) کا ظہور ہے۔ اس میں نبوت

اپنی تکمیل کو پہنچ گئی اور اس تکمیل سے اس نے خود اپنی خاتمیت کی ضرورت کو بے نقاب دیکھ لیا۔ اس میں یہ لطیف نکتہ پنہاں ہے کہ زندگی کو ہمیشہ کیلئے عہد طفولیت کی حالت میں نہیں رکھا جا سکتا۔ اسلام نے مذہبی پیشوائیت اور وراثتی بادشاہت کا خاتمہ کر دیا۔ قرآن مجید غور وفکر اور تجربات و مشاہدات پر بار بار زور دیتا ہے اور تاریخ اور فطرت دونوں کو علم انسانی کے ذرائع ٹھہراتا ہے۔ یہ سب اسی مقصد کے مختلف گوشے ہیں جو ختم نبوت کی تہ میں پوشیدہ ہیں۔ پھر عقیدہ ختم نبوت کی ایک بڑی اہمیت یہ بھی ہے کہ اب نوع انسانی کی تاریخ میں کوئی شخص اس امر کا مدعی نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی مافوق الفطرت اختیار (Super Natural Authority) کی بناء پر دوسروں کو اپنی اطاعت پر مجبور کر سکتا ہے ختم نبوت کا عقیدہ ایک ایسی نفسیاتی قوت ہے جو اس قسم کے دعویٰ اقتدار کا خاتمہ کر دیتی ہے''۔ (تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ صفحہ 93،)

اقبال بنام نہرو:

حضرت علامہ نے 21 جون 1936ء کو جواہر لال نہرو کے نام ایک نجی خط میں قادیانیت سے متعلق اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا:

''میرے ذہن میں اس سے متعلق کوئی ابہام نہیں کہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں''۔ (تحریک ختم نبوت از شورش کاشمیری، 90)

''اسلام دینی حیثیت سے ان تمام مذہب سے زیادہ گہرا ہے۔ جو جزوی طور پر مذہب اور جزوی طور پر نسل سے تشکیل پاتے ہیں۔ اسلام نسلی تخیل و تصور کی کا ملاً نفی کرتا اور اپنی اساس قطعاً دینی اعتقاد پر رکھتا ہے چونکہ اس کی اساس ہی دینی ہے جو سرتا پا روحانیت ہے۔ اس لئے خونی رشتوں سے کہیں زیادہ لطیف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان ایسی تمام تحریکوں کے بارے میں بہت زیادہ حساس ہیں جنہیں وہ اپنی اساسی وحدت کے لئے خطرناک سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہے لیکن اپنی بنیاد کسی نئی نبوت پر رکھتی اور ان تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے جو اس کے مبینہ الہامات پر اعتقاد نہیں رکھتے۔ مسلمان اس جماعت کو اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ تصور کرتے ہیں اور ایسا ہونا بھی چاہئے کیونکہ وحدت اسلامی کا تحفظ ختم نبوت کے عقیدہ ہی سے ممکن ہے''۔ (ایضاً صفحہ 98)

''اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کے حدود مقرر ہیں۔ یعنی وحدت الوہیت پر ایمان،

انبیاء پر ایمان اور رسول کریم ﷺ کی ختم رسالت پر ایمان دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کیلئے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں؟"۔ (تحریک ختم نبوت از شورش کاشمیری)

قادیانیوں کو ایک الگ جماعت قرار دیا جائے:

قادیانی مسئلہ کا حل پیش کرتے ہوئے اقبال لکھتے ہیں:

"میرے نزدیک حکومت کیلئے بہترین راستہ یہ ہے کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت قرار دے دے اور یہ ان کی اپنی پالیسی کے بھی عین مطابق ہوگا۔ ادھر مسلمان بھی ان کے ساتھ وہی رواداری برتیں گے جو وہ باقی مذاہب کے بارے میں اختیار کرتے ہیں"۔

(حرف اقبال، صفحہ 109)

یہی وہ ذہنی ارتقاء کی بلندی تھی کہ علامہ اقبال نے نصف صدی پیشتر قادیانیوں کو الگ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تھا جس پر 1974ء میں عمل ہوا اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر انہیں باضابطہ طور پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ علامہ اقبال کا استدلال اور فکر جدید و قدیم فلسفہ اور مطالعہ ادیان پر مشتمل تھا۔ وہ دورِ جدید کے تقاضوں کو بھی سمجھتے تھے اور دین کی روح سے بھی آشنا تھے۔ اسی لئے ان کی فکر اور سیاسی بصیرت نے مرزائیوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے بند باندھا۔ ورنہ ان سے پہلے تو ہمارے روایتی علماء مرزائیوں کو ایک فرقہ سمجھ کر ان سے مناظروں اور مباحثوں میں مشغول رہتے تھے۔ یہ فکر اقبال کی روشنی ہی تھی جس کی بدولت مرزائیوں کا بستر ابرصغیر سے گول ہوا۔ اس کا اعتراف خود مرزائیوں نے کیا ہے:

"ڈاکٹر سر محمد اقبال بعد میں سلسلہ سے نہ صرف منحرف ہو گئے تھے بلکہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں شدید طور پر مخالف رہے ہیں اور ملک کے تعلیم یافتہ طبقے میں احمدیت کے خلاف جو زہر پھیلا ہوا ہے اس کی بڑی وجہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کا مخالفانہ پراپیگنڈہ تھا"۔ (مرزا بشیر احمد، سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 250)

علامہ اقبال کی شاعری میں بھی ختم نبوت کے انوار کی کرنیں بکثرت موجود ہیں ۔

وہ دانائے سبل، ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ

(اقبال، بال جبریل)

علامہ اقبال رسول عربی ﷺ اور آپ کی اُمت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسول ما رسالت ختم کرد

پس اللہ تعالیٰ نے ہم پر شریعت ختم کردی اور ہمارے پیارے رسول ﷺ پر رسالت ختم کردی

لانبی بعدی زاحسان خداست
پردۂ ناموس دین مصطفیٰ است

"لانبی بعدی" اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے اور دین مصطفیٰ ﷺ کی عظمت اسی میں پوشیدہ ہے۔

دل زغیر اللہ مسلمان برکند
نعرۂ لاقوم بعدی می زند

اے مسلمان دل کو غیر اللہ کی محبت سے پاک کرلے اور "لاقوم بعدی" نہ ہمارے بعد کوئی قوم نہیں کا نعرۂ مستانہ بلند کرو۔

مولانا عبدالستار خان نیازی رحمتہ اللہ علیہ

(تحریک ختم نبوت 1953ء اور سزائے موت)

قیام پاکستان کے ساتھ ہی قادیانیوں نے اپنی ریشہ دوانیوں اور پرفتن چالبازیوں سے اقتدار کی مسند پر فائز بزرجمہروں تک رسائی حاصل کی وہ جو انگریز کے پرداختہ تھے اور پاکستان کے قیام کے سرے سے مخالف تھے، پاکستان بنتے ہی اس کے مقدر کے فیصلے کرنے لگے ۔ سر ظفر اللہ جیسا فتیح بندہ وزارت خارجہ پر متمکن ہو گیا۔ اور اسی طرح دیگر قادیانی بیوروکریسی پر قابض ہو کر پاکستان کی سیاہ وسفید کے مالک بن گئے۔ فوج میں ان کی خاطر خواہ تعداد تک موجود تھی۔

مسلمانان پاکستان کیلئے یہ بات دلآزاری کا باعث تھی چنانچہ 1953ء میں ختم نبوت کے ان ڈاکوؤں کی یلغار کو روکنے کے لئے ایک زبردست تحریک لاہور کی سرزمین سے اٹھی۔ جس کی قیادت اہل سنت کے مایہ ناز عالم دین فخر سادات سیّد ابوالحسنات قادریؒ نے کی۔ ان کے ہمراہ دیگر علماء و مشائخ بھی اس مشن میں مصروف جہاد تھے لیکن ان سب میں سے ممتاز ترین نام وبطل حریت مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کا ہے۔ جو ابھی جوانسال تھے۔ وہ ان دنوں پنجاب اسمبلی کے ممبر بھی تھے۔ تحریک چلی تو پورا پاکستان سراپا احتجاج بن گیا۔ احتجاجی جلسے اور جلوس نکلنے لگے۔ لاہور میں حضرت داتا گنج بخشؒ کا آستانہ مرکز تھا۔ لیکن جب یہاں پر حکومت کی جانب سے سخت محاصرہ ہونے لگا تو مرکزی مسجد وزیر خاں احتجاجی جلسوں اور مظاہروں کا مرکز بن گئی۔ روزانہ ہزاروں عاشقان رسول ﷺ ان میں شامل ہوتے۔ علماء کرام خاص طور پر مولانا عبدالستار خاں نیازی اپنی شعلہ بیانی سے ان کے دلوں میں جلی عشق رسول ﷺ کی جوت کو ہوا دیتے اور اسے شعلہ جوالا بنا دیتے۔ مولانا عبدالستار خاں نیازی اگرچہ پرجوش اور ولولہ انگریز شخصیت کے مالک تھے لیکن انہوں نے کوشش کی کہ یہ تحریک پُرامن رہے۔ وہ اس مسئلہ کو صوبائی اسمبلی میں لے جا کر قرارداد پاس کروانا چاہتے تھے۔ لیکن اس دوران صورت حال اس طرح بدلی کہ پرامن مظاہرین پر پولیس نے تشدد کیا۔ ایک ڈی ایس پی فردوس شاہ نے ایک نوجوان کو ٹھوکر ماری تو اس کی بغل میں قرآن پاک کا نسخہ گر کر دور

جا گرا۔ جس سے لوگ مشتعل ہو گئے اور اسے قتل کر ڈالا۔ پولیس اور فوج نے مارشل لاء کے سائے تلے مسجد وزیر خاں کے آس پاس اور اس کے اندر عاشقان مصطفیٰ ﷺ پر تشدد کیا ، گولیاں چلائیں ، بیسیوں نوجوان شہید ہوئے۔ اسی دوران مولانا عبدالستار خاں نیازی کو گرفتار کر کے لاہور قلعہ میں منتقل کر دیا گیا۔

مولانا عبدالستار خاں نیازی کو سزائے موت سنائی گئی اور ان کو موت کی کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔ نیازی صاحب نے اس موقعہ پر کہا" یہ لوگ میری زندگی کا سلسلہ منقطع نہیں کر سکتے۔ اگر اس مقصد کے لئے جان بھی جائے تو اس سے بڑی زندگی کیا ہو سکتی ہے۔ مجھ پر ایک لمحہ کیلئے خوف کا حملہ ہوا لیکن فوراً یہ شعر زباں پر آ گیا۔

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زمان از غیب جان دیگر است

اس شعر نے میری ایسی ہمت بندھائی کہ مجھ پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی، میں اس شعر کو پڑھتا تھا اور کمرے میں جھومتا پھرتا تھا، میں نے کہا کہ اب انشاءاللہ حضور کے غلاموں اور عاشقوں کی فہرست میں میرا نام بھی شامل ہوگا"۔

بعد میں مولانا عبدالستار خاں نیازی کی سزائے موت عمر قید میں اور پھر تین سال کی مدت میں تبدیل کر دی گئی۔

اسی تحریک کے دوران قائد مجلس عمل تحفظ ختم نبوت علامہ ابوالحسنات قادریؒ کے فرزند مولانا سیّد خلیل احمد قادریؒ کو بھی سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ اس موقعہ پر انہوں نے کہا کہ ایک بیٹا تو کیا اگر میرے ہزار بیٹے بھی ہوتے تو میں تحفظ ختم نبوت پر نچھاور کر دیا۔

جماعت اسلامی کے بانی مولانا مودودی کو بھی اسی جرم میں سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ لیکن وہ بھی بعد میں رہا کر دیے گئے۔

دس ہزار سے زائد مسلمانوں کی شہادت کے باوجود اگرچہ 1953ء کی تحریک کامیاب نہ ہو سکی لیکن یہ جذبہ اور ولولہ ہی 1974ء کی تحریک ختم نبوت کی بنیاد بنا۔ آئین پاکستان میں مرگ قادیانیت کا فیصلہ انہی عاشقان رسول ﷺ کے خون کی سرخی سے لکھا گیا۔

؎ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمتہ اللہ علیہ

(تحریک ختم نبوت 1974ء اور قومی اسمبلی میں فتح مبین)

مبلغ اسلام قائد ملت سلامیہ حضرت علامہ امام شاہ احمد نورانی" دور حاضر کی وہ عظیم شخصیت ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے اوصاف اور خوبیوں سے آراستہ ہو کر مسلمانان پاکستان کی سیاسی اور دینی راہنمائی کیلئے بھیجی گئی۔ انہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر سیاسی، روحانی، تبلیغی اور علمی محاذوں پر بے مثال اور لازوال کارنامے سرانجام دیئے۔ ان کی مساعی جمیلہ کی بدولت جہاں اہلسنت کو اپنی پہچان ملی، وطن کے غریب عوام کو سیاسی شعور ملا، فرقہ وارانہ کشیدگی ختم ہوئی، بکھری ہوئی ملت کا شیرازہ یکجا ہوا، یورپ لاطینی امریکہ، افریقہ اور مشرق بعید کے ممالک میں اسلام کا پیغام عام ہوا، وطن کے اندر اور باہر ہزاروں نوجوانوں کے قلب وروح کی پیاس بجھی، وہاں حضرت قائد اہلسنت کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ انہوں نے 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ ان کو یہ سعادت ملی کہ مرزائیوں کے نمائندے مرزا ناصر پر قومی اسمبلی میں جرح کر کے اسے ناکوں چنے چبوائے اور آئین پاکستان میں ختم نبوت کے منکرین و مرتدین کو باضابطہ طور پر غیر مسلم قرار دلوایا۔

جمعیت علماء پاکستان کے صدر، ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین ملی یکجہتی کونسل کے قائد مجلس عمل پاکستان کے سربراہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی نے اپنے جد امجد سیدنا صدیق اکبرؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بیسویں صدی کے مسیلمہ کذاب مرزا قادیانی اور اس کی نام نہاد اُمت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکی۔

اس ضمن میں ان کے والد گرامی قدر مبلغ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی" کی خدمات بھی تاریخ کا زرّیں باب ہیں۔

انہوں نے بیرونی ممالک میں قادیانیوں کو للکارا اور وہاں کے لوگوں کو عصر حاضر کے اس بڑے فتنہ سے آگاہ کیا۔ انہوں نے افریقہ، یورپ، انڈونیشیا، سری لنکا، ملائشیا اور عرب ممالک میں

خاص طور پر قادیانیت کے خلاف کام کیا۔ ردّ مرزائیت میں ان کی انگریزی تصنیف The Mirror بیرونی ممالک میں بہت مشہور ہے۔ اس کتاب کا عربی ترجمہ (المراۃ) کے نام سے شائع ہوا جو عربی ممالک میں بہت مقبول ہے۔ اسی طرح اردو میں آپ کی کتاب مرزائی حقیقت کا اظہار موجود ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ جب ملائشیاء کی زبان میں ہوا تو وہاں ایک زبردست تحریک اٹھی اور مرزائیوں کا داخلہ وہاں ممنوع قرار دے دیا گیا۔

25 مئی 1974ء کو ربوہ میں اسٹیشن پر ملعون مرزا ناصر کی قیادت میں مرزائی غنڈوں اور مسلح بدمعاشوں نے اپنے زعم میں مسلمانوں کو سبق سکھانے کے لئے نشتر میڈیکل کالج کے طلباء کی ٹرین پر ظلم ڈھائے اور طلباء کو جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا کہ ربوہ کی زمین مسلمان طلباء کے خون سے سرخ ہوگئی۔ لیکن یہ خون شب ظلمت میں صبح کا تارا بن کر طلوع ہوا۔ پورے پاکستان کے مسلمانوں کا لہو کھول اٹھا، ہر عاشق رسول ﷺ کی زبان پر ایک ہی نعرہ تھا کہ مرزائیوں سے انتقام لیا جائے اور اس دھرتی کو ان کے ناپاک وجود سے پاک کر دیا جائے۔ مرزائیوں نے مسلمانوں کو کھلا چیلنج دیا تھا اور وہ مسلمانوں کی غیرت و حمیت کو آزمانا چاہتے تھے اب کیا تھا، عاشقان تاجدار ختم نبوت کے دلوں میں دبا ہوا لاوا پھوٹ پڑا۔ پورے ملک میں غصے اور انتقام کے جذبات سے پر مظاہرے شروع ہو گئے، شہر شہر قریہ قریہ احتجاجی جلوس نکلنے لگے، بچہ بچہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی حرمت پر سر کٹانے کیلئے کفن باندھ کر میدان عمل میں آ گیا۔

حکومت وقت نے جس کی سربراہی ذوالفقار علی بھٹو کر رہے تھے، پہلے پہل اس تحریک کو دبانے کی کوشش کی۔ مظاہرین پر گولیاں چلائی گئیں، ہزاروں باعلماء کو جیلوں میں بند کیا گیا، قومی اسمبلی کے اندر آنسو گیس کے شیل پھینکے گئے، یہاں تک کہ اخبارات پر سنسر شپ لگا کر ختم نبوت کا لفظ تک لکھنے پر پابندی عائد کر دی گئی، پورا ملک دفعہ 144 کی زد میں آ گیا تا کہ عوام الناس ختم نبوت کے حوالے سے اپنے جذبات کا اظہار نہ کر سکیں، مساجد میں لاؤڈ سپیکر پر پابندی لگا دی گئی اور تحریک کی حمایت میں لکھنے والے اخبارات اور جرائد کے ڈیکلریشن تک منسوخ کر دیئے گئے۔

ملک کی اہم دینی اور سیاسی جماعتوں نے باہمی اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کیا اور ایک متحدہ پلیٹ فارم تشکیل دیا گیا، جس کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا نام دیا گیا۔ اس مجلس کی صدارت مولانا محمد یوسف بنوری کے حصے میں آئی جبکہ نائب صدر مولانا عبدالستار خاں نیازی اور سیکرٹری جنرل

علامہ سید محمود احمد رضوی (لاہور) منتخب ہوئے۔ مجلس عمل اور جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم پر علماء اہلسنت اور مشائخ عظام نے بھرپور کردار ادا کیا۔ ہر شہر اور قصبے میں جلسے اور احتجاجی مظاہرے شروع ہو گئے، جس سے مقامی اور قومی قائدین نے خطاب کیا۔ نوجوانوں کی عشق رسول ﷺ کے فروغ کی تحریک انجمن طلباء اسلام کا کردار بھی نمایاں رہا، قائدین طلباء نے جگہ جگہ جلوس نکالے، خطاب کئے۔ کتابچے تقسیم کئے اور دیواروں پر مرزائیوں کے بائیکاٹ اور ان کو اقلیت قرار دیے جانے کے مطالبوں پر مشتمل چاکنگ کی۔ ملک بھر میں پوسٹرز اور اشتہارات کے ذریعے مسلمانوں میں بیداری کا جذبہ پیدا کیا گیا۔

حکومت نے عاشقان رسول ﷺ کے جذبات طلاطم خیز کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے اور اس مسئلہ کو جمہوری طریقے سے قومی اسمبلی کے اندر طے کرنے کا فیصلہ کیا۔ اب ساری ذمہ داری قومی اسمبلی کے ممبران پر آ پڑی۔ جمعیت علماء پاکستان کے ممبران علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، مولانا محمد ذاکر، مولانا محمد علی رضوی رحمتہ اللہ علیہ نے قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی قیادت میں اپنے کاندھوں پر آنے والی اس ذمہ داری کو نہایت احسن انداز میں نبھایا اور اہلسنت و جماعت کو بحیثیت مجموعی سرخرو کر دیا۔

مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مسئلہ 30 جون 1974ء کو دو قراردادوں کی صورت میں قومی اسمبلی میں پیش ہوا، ایک قرارداد وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے پیش کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت پر یقین نہ رکھنے اور کسی اور کو نبی یا مصلح ماننے والے فرد کی حیثیت کا تعین کیا جائے۔ دوسری قرارداد قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی پارلیمانی لیڈر جمعیت علماء پاکستان نے پیش کی۔ جس پر بائیس افراد کے دستخط تھے جو بعد میں 37 ہو گئے۔ اس قرارداد پر نیشنل عوامی پارٹی کے افراد نے تو دستخط کئے لیکن دیوبند مکتبہ فکر کے مشہور علماء مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا عبدالحکیم نے اس پر دستخط نہ کئے۔

قومی اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی میں بدل دیا گیا اور ایک رہبر کمیٹی تشکیل دے کر کارروائی کو آگے بڑھایا گیا، رہبر کمیٹی میں مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، مفتی محمود، عبدالحفیظ پیرزادہ اور کوثر نیازی شامل تھے۔ اسی اثناء میں قادیانی گروہ کے سربراہ مرزا ناصر الدین اور لاہوری گروپ کے سربراہ صدر الدین نے اپنے عقائد کی صفائی پیش کرنے کی اجازت مانگی جو خوشی سے دے دی گئی، مرزا ناصر نے ایک بیان پڑھا قدرت اللہ کی وہ جب پڑھ رہا تھا تو

ایئر کنڈیشنڈ اور بند کمرے میں اوپر چھت سے ایک پرندے کا غلاظت سے بھرا ہوا پر کاغذ پر آ کر گرا۔ جس پر وہ بڑبڑا اٹھا۔

اس بیان پر سوالات مرتب کرنے کیلئے کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا تو صرف 75 سوالات مولانا شاہ احمد نورانی، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی اور مولانا محمد ذاکر کی طرف سے پیش کئے گئے، مسلسل گیارہ روز تک مرزا ناصر سے جرح ہوتی رہی۔ سوال اور جوابی سوال کیا جاتا رہا۔ مرزا کو صفائی پیش کرتے کرتے پسینہ چھوٹ جاتا اور آخر تنگ آ کر کہہ دیتا کہ بس اب میں تھک گیا ہوں، بہر حال وہ اپنا ناپاک عقیدہ اراکین اسمبلی کے سامنے ظاہر کر گیا کہ مرزا قادیانی حضور ﷺ کے بعد مسیح موعود اور امتی نبی ہے۔ اس سے سب اراکین اسمبلی کو پتہ چل گیا کہ دراصل یہ لوگ کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی سربراہی میں جے یو پی سے تعلق رکھنے والے اراکین اسمبلی نے تحفظ ختم نبوت کے بارے میں جو روشن اور متین کردار ادا کیا، تاریخ اسے ہمیشہ یاد رکھے گی۔

مولانا شاہ احمد نورانی کے مطابق تین ماہ کے دوران انہوں نے پنجاب کے علاقہ میں چالیس ہزار میل کا دورہ کیا۔ رات رات بھر دورے کرتے، عوام سے خطاب فرماتے اور ان کو مرزائیوں کی بدزبانی اور ناپاک عقائد کے بارے میں آگاہ فرماتے۔ پھر اسمبلی اور رہبر کمیٹی میں اپنے فرائض احسن انداز میں ادا کرتے اس دوران انہوں نے سینکڑوں کتابوں، رسالوں اور اخبارات کا مطالعہ کیا۔ مرزا کے بیان پر سوالات اور بحث کیلئے مواد ترتیب دیتے رہے اس دوران انہوں نے اپنے آرام کا خیال کیا، نہ اپنے بیوی بچوں سے ملنے کا وقت نکالا اور مناسب انداز میں نیند بھی پوری نہ کر سکے۔ بس ایک ہی دھن تھی کہ اب کے مرزائیوں کا کانٹا نکل جائے اور تحفظ ناموس مصطفیٰ ﷺ کے سلسلہ میں ان کی مساعی بارآور ہوں۔

آخر کار 7 ستمبر 1974ء کو 4 بجے شام وہ بابرکت لمحہ آن پہنچا جب قومی اسمبلی نے آئین میں فوری ترمیم کے ذریعے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور پون صدی سے جاری یہ فتنہ اپنے انجام کو پہنچا۔

آئینی ترمیم کے اہم نکات یہ تھے۔

☆ جو شخص حتمی اور غیر مشروط طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر ایمان نہیں رکھتا یا کسی بھی مفہوم کے انداز بیاں کے تحت کسی اور شخص کو

نبی مانتا ہے یا ایسے دعویدار کو مذہبی مصلح سمجھتا ہے وہ آئین اور قانون کے تحت مسلمان نہیں ہے۔

☆ پاکستان میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے کے خلاف عقیدے کا اظہار اور تبلیغ قابل تعزیر جرم ہوگا۔

☆ قادیانی گروپ کے افراد یا لاہوری گروپ کے افراد کے لئے جو خود کو احمدی کہتے ہیں۔ ہندوؤں، عیسائیوں اور بودھ اقلیتوں کی طرح صوبائی اسمبلیوں میں علیحدہ نشستیں مخصوص کی جائیں گی۔

☆ شناختی کارڈوں اور شہریوں کی لازمی رجسٹریشن سے متعلق قانون اور انتخابی فہرستوں کے قانون میں ترمیم کی جائے گی تاکہ اس میں قادیانی کے مسلمانوں سے علیحدہ ہونے سے متعلق ضروری اندراج کیا جاسکے۔

قومی اسمبلی میں فتح ونصرت کا پرچم بلند کرنے کے بعد قائدین اہلسنت آرام سے بیٹھ نہیں گئے بلکہ وہ اپنے مشن کے لئے مصروف عمل رہے اس سلسلہ میں ورلڈ اسلامک مشن کے تحت ایک وفد تشکیل دیا گیا، جس کی قیادت مولانا شاہ احمد نورانی نے کی جبکہ اراکین میں مولانا عبدالستار نیازی، شاہ فرید الحق اور علامہ ارشد القادری (انڈیا) شامل تھے۔ اس وفد نے یورپ، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے بہت سے ممالک کا تبلیغی دورہ کیا۔ سینکڑوں مقامات پر خطاب کیا، ہزارہا مسلمانوں سے ملاقات کر کے انہیں پاکستان میں کی گئی آئینی ترامیم سے آگاہ کیا اور قادیانیوں کے ناپاک پروپیگنڈہ کا توڑ کیا۔ جس سے ان کی شرانگیز سرگرمیوں کا زور ٹوٹ گیا اور پوری دنیا پر واضح ہو گیا کہ یہ لوگ جو اپنے آپ کو پاکستان کے حقیقی اور اکثریتی مسلمان کہتے ہیں دراصل غیر مسلم، اسلام کے باغی اور ایک چھوٹی سی اقلیت ہیں۔ ورلڈ اسلامک مشن کی ان کاوشوں کے اثرات الحمدللہ آج بھی نمایاں ہیں۔

الغرض علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی اور ان کے رفقاء اس صدی کے علماء کے سر کا تاج ہیں۔ ان کا نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے تاابد زندہ رہے گا۔

مقام فکر:

مرزائیت وہ ناسور ہے جو انگریز حکومت نے اسلام کے بدن پر نمودار کیا اور آج سو سال گزرنے کے باوجود اس کی تکلیف اور بدبو تمام مسلمان اپنے قلب پر محسوس کرتے ہیں۔ انگریز کا کاشت کیا ہوا یہ پودا اگرچہ ایک خاردار جھاڑی کی مانند بڑھ چکا ہے لیکن اسے بہرحال ایک دن ختم ہونا ہے اور دنیا کو اس کے ناپاک وجود سے یقیناً نجات مل کر رہے گی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے کہ ظلمت کی رات کا مقدر ختم ہونا اور حق کے آفتاب کو طلوع ہونا ہے۔

قادیانی گروہ کی نشوونما کیسے ہوئی اس بارے میں مفسر قرآن اور عظیم روحانی پیشوا حضرت پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تجزیہ ملاحظہ فرمائیے۔ (ضیاء القرآن صفحہ نمبر 67۔ سورہ الاحزاب)

انگریز کی غلامی کے دور میں ملت اسلامیہ کو جس طرح دوسرے کئی مصائب سے دوچار ہونا پڑا اسی طرح ایک جھوٹی نبوت قائم کر کے اُمت میں انتشار پیدا کیا گیا۔ وہ مدعی نبوت بظاہر عیسائیت کا رد کرتا تھا اور پادریوں سے مناظرے کرتا تھا اس کے باوجود انگریز کا پرلے درجے کا وفادار تھا۔ ملکہ انگلستان کی شان میں اس نے ایسے تعریفی پمفلٹ لکھے کہ کوئی باغیرت مسلمان ان کو پڑھنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ انگریز کی اسلام دشمنی اظہر من الشمس ہے جنہوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کا تختہ اُلٹا۔ سلطنت عثمانیہ کو پارہ پارہ کر دیا۔ ایسی ظالم اور اسلام دشمن حکومت کو اپنی وفاداری کا یقین دلانا اسلام سے غداری نہیں تو اور کیا ہے۔ انگریز نے اس کی نبوت کو اپنی سنگینوں کے سایہ میں پروان چڑھنے کا موقع دیا اور اس کو قبول کرنے والوں کیلئے بے جا نوازشات کے دروازے کھول دیئے۔ ہر مرزائی کے لئے کسی استحقاق کے بغیر اچھی سے اچھی ملازمتیں مختص کر دی گئیں۔ بیشک وہ شخص عیسائیت کے خلاف لکھتا اور بولتا تھا لیکن انگریز نے اس کے ذریعے اُمت مسلمہ میں ایک نئی اُمت پیدا کر کے اور ان کے متفقہ علیہ بنیادی عقیدہ میں تشکیک پیدا کر کے جو مقصد عظیم حاصل کیا وہ بہت بڑا کارنامہ تھا اور اپنے دوررس نتائج کے اعتبار سے بڑا اہم تھا۔ اگر ایسا شخص عیسائیت کے خلاف کچھ بولتا ہے تو بولا کرے۔ اس سے انگریز سلطنت کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچتا بلکہ عیسائیوں کی مخالفت ہی ایک ایسا ذریعہ جس سے وہ انگریزی استعمار کی خدمت پوری دلجمعی سے انجام دے سکتا تھا اگر وہ

عیسائیوں کے خلاف کچھ نہ کرتا تو اس کی بات کوئی آدمی سننے کے لئے تیار نہیں تھا۔ (ضیاء القرآن صفحہ نمبر 67۔ سورہ الاحزاب)

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مشائخ عظام اور علماء اہلسنت ہی تھے، جنہوں نے سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے خرافات اور بکواسات کا محاسبہ کیا۔ علمی طور پر کتابیں اور رسائل لکھے۔ مناظروں کے ذریعے قرب وجوار کے علاقوں میں مرزائیوں کو شکست فاش دی، ان کے بڑھتے ہوئے قدم روکے اور عملی طور پر میدان میں آکر مرزا کے چیلنجوں کا جواب دیا۔ حتیٰ کہ اسے ان نورانی وجودوں کے روبرو آنے کی جرات نہ ہوئی کیونکہ اگر وہ ایسا کرتا تو جل کر بھسم ہو جاتا۔

مرزا کی موت سے ہمارے اسلاف نے یہ تصور کرلیا کہ اس کی ناپاک تحریک اب ختم ہو جائے گی۔ اس لئے وہ پھر سے اپنے حجروں اور خانقاہوں میں جا کر ذکر الٰہی میں مشغول ہوگئے لیکن ہوا یہ کہ مرزا تو جہنم واصل ہوگیا لیکن اس کی سرپرست انگریز سامراج پہلے سے بھی بڑھ کر مرزائیوں پر مہربان ہوگئی اور معاشی وانتظامی میدانوں میں ان کو ہر طرح سے آگے لانے لگی۔ یہ سلسلہ قیام پاکستان کے بعد رکا نہیں بلکہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت مرزائیوں نے ظفر اللہ خاں اور ایم ایم احمد جیسے شاطر آدمیوں کو حکومت کے ایوانوں میں بھیجا۔ یہ اور اس طرح کے دسیوں قادیانی پاکستان کی جڑیں کاٹنے میں مشغول رہے۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے باوجود آج بھی یہ لوگ ملک کے کلیدی عہدوں پر قابض ہیں اور دور حاضر کی سامراج یعنی امریکہ اور اس کے اتحادی مکمل طور پر اس کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ ہم اہلسنت سے تعلق رکھنے والے کارکنان کے لیے سوچنے کا مقام ہے کہ ہم اپنے اسلاف کی روایات کو زندہ کرنے کی بجائے خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں۔

اپنی تمام قوتیں اور رسائل مسلمانوں کے اجتماعی فیصلہ کے برعکس پاکستان کے قیام خلاف اور ہندوؤں کی مفادات کی نگہبان کانگریس کے حق میں بروئے کار لا رہا تھا۔ اس گروہ نے جب قادیانیوں کے خلاف بولنے والی آواز جو کہ علامہ اقبالؒ کی تھی اس کے خاموش ہونے پر میدان کو خالی پایا تو موقع سے فائدہ اٹھانا شروع کیا۔ اپنی خطیبانہ صلاحیتوں اور تحریری کاوشوں سے انہوں نے نہ صرف مسلمانوں کے جذبات کو اپنے حق میں کیا بلکہ اسے کانگریس کی

حمایت میں بھی استعمال کیا۔ مجلس احرار، جمعیت علماء ہند اور خاکسار تحریک جیسی کانگریس نواز اور پاکستان مخالف جماعتوں کا کردار تاریخ کا سیاہ باب ہے۔ لیکن انگریزوں کی مخالفت ہندوؤں سکھوں کی رکاوٹوں اور کانگریس نواز علماء کی کوششوں کے باوجود حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کی ولولہ انگیز قیادت میں پاکستان کا خواب حقیقت کا روپ دھار گیا تو یہی لوگ ایک نیا پینترا بدل کر سرگرم ہوگئے۔ تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے بیسویں صدی کے اوائل میں جن کا نام تک نہ تھا اپنی سیاسی دوراندیشی کی بدولت اب اس مشن کے ٹھیکیدار بن بیٹھے اور اب حال یہ ہے کہ تحریری اور تقریری پروپیگنڈہ کی بدولت نظریوں آتا ہے، جیسے ہم پیر مہر علی شاہ، پیر جماعت علی شاہ، امام احمد رضا اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہم کی فکر کے وارثوں کا تحفظ ختم نبوت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ یہ بات ہمارے لیے سوچنے کی ہے۔ آئیے اپنے گریباں میں جھانک کر ذرا غور کریں کہ ہم نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کا مشن لیکر چلنے والے آج کہاں کھڑے ہیں۔ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لئے جدوجہد کی بات تو اب ہماری ملت کا شیرازہ بکھرنے اور اہلسنت کے جماعت در جماعت تقسیم ہونے سے جامد ہو کر رہ گئی ہے۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ ہمارے انتشار اور باہمی اختلاف کی بدولت تحفظ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن بھی متاثر ہو رہا ہے۔ قائدین اہلسنت اور کارکنان تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقام فکر ہے اب بھی وقت ہاتھوں سے نہیں نکلا کہ آئیے ہم سب یکجان ہو کر کاروان عشق ومستی کو منظم کریں اور پھر سے جانب منزل رواں دواں ہوں۔

دعوتِ عمل:

ہم یہاں کچھ گذارشات پیش کرتے ہیں جن پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔

(1) اہل سنت کے ہر پلیٹ فارم سے خواہ وہ سیاسی ہے، روحانی ہے یا سماجی ختم نبوت کے بارے میں ایک شعبہ ضرور ہونا چاہئے جس سے تحریری اور عملی طور پر کام ہو۔ خوش آئند بات ہے کہ شیخ الاسلام پروفیسر محمد طاہر القادری کی قیادت میں ادارہ منہاج القرآن اس حوالے سے قابل قدر حد تک سرگرم ہے۔ 1988ء میں قادیانیوں کو مقابلہ کی دعوت اور وہ بھی مینار پاکستان لاہور کے سبزہ زار پر محترم طاہر القادری صاحب کا ایک تاریخی کارنامہ ہے۔

اسی طرح لاہور سے شائع ہونے والا میگزین ''لا نبی بعدی'' بھی ایک حوصلہ افزا اقدم ہے۔

(2) موجودہ دور میڈیا کا دور ہے۔لہذا میڈیا پر صرف نعت خوانی یا قوالیوں کے ساتھ ساتھ دور حاضر کے سب سے بڑے فتنے قادیانیت کا تعاقب بھی کیا جائے۔اور ملکی و غیر ملکی سطح پر سب کو ان کے ناپاک عقائد کے بارے میں آگاہ کیا جائے

(3) رَدّ قادیانیت کے کورس ملک کے بڑے شہروں خاص طور پر لاہور'ملتان' کراچی، میں منعقد کیے جائیں۔الحمدللہ فیصل آباد کی سطح پر محترم سید ہدائت رسول شاہ صاحب کی زیر نگرانی دارالعلوم نوریہ رضویہ فیصل آباد میں کئی برسوں سے یہ سلسلہ کامیابی سے چل رہا ہے۔

دیگر زعمائے ملت بھی اس کی پیروی کریں۔

(4) 7 ستمبر کو تحریک تحفظ ختم نبوت کی کامیابی اور قادیانیت کے خلاف فتح مبین کی خوشی میں ملک بھر میں جلسے، سیمینار اور کانفرنس منعقد کی جائیں اور چراغاں کیا جائے ستمبر 2007ء الحمدللہ مرکزی میلاد کمیٹی فیصل آباد نے اس سلسلے میں چناب کلب فیصل آباد میں بہت بڑے سیمینار کا انعقاد کر کے اس فتح مبین پر اظہار تشکر اور شہدائے ختم نبوت کی یاد منانے کا اہتمام کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ یہ سلسلہ ہمیشہ جاری وساری رہے گا۔انشاءاللہ

(5) قادیانی گروہ اسلام کا باغی، نبی اکرم شفیع معظم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ اور وطن عزیز پاکستان کا دشمن ہے اس کی چالبازیوں اور مکروہ سازشوں سے آگاہ رہنا اور ان کا تدارک کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔نیز قادیانیوں سے کا تعلق یا انکی طرفداری جائز نہیں۔لہذا ان کا مکمل شرعی بائیکاٹ کریں اور ان کی سازشوں سے پردہ اٹھانے کے لئے کوشاں رہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تحفظ ختم نبوت کے مقدس مشن میں کامیاب کرے اور ہمیں نبی کریم رؤف ورحیم سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور خوشنودی کا حقدار ٹھہرائے۔آمین

صلى الله على النبى الامى وعلى آله وبارك وسلم



نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان رکھنا اسلام کا مسلمہ اور بنیادی عقیدہ ہے۔ خلفائے راشدین اور ہمارے دیگر اسلاف نے ختم نبوت کے بارے میں کبھی سمجھوتہ نہیں کیا۔ دورِ حاضر میں جب فرنگی گورنمنٹ کی آشیر باد سے فتنہ قادیانیت نے پر پُرزے نکالے تو علمائے اہل سنت اور مشائخ عظام نے تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی، پیر سیّد مہر علی شاہ، پیر سیّد جماعت علی شاہ، علامہ محمد اقبال، مولانا عبدالستار خان نیازی اور امام شاہ احمد نورانی صدیقی (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کی جرأت مندانہ کاوشیں تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

مورخہ 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی میں فتح مبین کے بعد قادیانیوں کی سازشیں بیرون ملک تک پہنچ چکی ہیں لیکن افسوس ہم عوام اہل سنت نے اپنی ذمہ داریاں احسن انداز میں ادا نہ کیں۔ آج ضرورت اس اَمر کی ہے کہ ہم غلامانِ تاجدارِ ختم نبوت ﷺ تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے اپنا کردار احسن انداز سے ادا کریں۔

الحمد للہ ہمارے شہر کے نامور ادیب اور سیرت نگار ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری، جن کی کتاب ''خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم'' کو اس سال قومی سیرت ایوارڈ دیا گیا، نے نہایت عرق ریزی اور محنت سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبے میں ڈوب کر یہ کتاب ''انوارِ ختم نبوت'' تحریر کی ہے جس پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اس کا مطالعہ عاشقانِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے باعثِ تسکین ہے۔

مرکزی میلاد فیصل آباد اس کتاب کو سعادت سمجھ کر آپ کے ذوق کی نذر کر رہی ہے۔

منیر احمد نورانی صدر، مرکزی میلاد کمیٹی فیصل آباد

